ڈرون حملے
اور
ان کا توڑ
حکمت اللہ لودھی
اعداد

ڈرون حملے

اور ان کا توڑ

حکمت اللہ لودھی

a_dad_at@yahoo.com

فہرست

تعارفِ کتاب از مدیر 5

مقدمہ از مؤلف 6

باب اول: ڈرون کا تعارف 7

ڈرون ٹیکنالوجی کا تاریخی پس منظر 7

کیا ڈرون ایک فیصلہ کن ہتھیار ہے؟ 9

کیا ڈرون حملے کا توڑ ممکن ہے؟ 13

ڈرون کا توڑ کیسے ممکن ہے؟ 15

ڈرون طیارہ کیسے کام کر تا ہے؟ 16

دشمن کا مجاہدین کے خلاف ڈرون طیارے کا استعمال 21

ڈرون حملے کے مراحل 22

باب دوم: زمینی جاسوسی اور اس کا تدارک 22

جاسوس بننے کا مرحلہ 23

جاسوسی نظم اور ہدف کی تلاش کا مرحلہ 26

ہدف کی شناخت کا مرحلہ 27

خلاصۂ کلام 28

زمینی جاسوسی سے بچنے کے اصول 29

باب سوم: ڈرون کے اہداف اور ان اہداف کا دفاع 34

مراکز کا دفاع 34

گاڑیوں کا دفاع 44

افراد کا دفاع 48

باب چہارم: حملہ اور اس کے بعد کا مرحلہ 51

ڈرون حملے سے بچنے کے اصول 51

چند ہنگامی تدابیر 56

ڈرون حملے کے بعد کا مرحلہ 58

اختتامیہ 59

ڈرون؛ ایک مستقل طرزِ جنگ 59

دفاعی حکمت عملی 59

جوابی ردِ عمل 60

مستقل توڑ 60

نقصانات کا ازالہ 60

اللہ تعالیٰ پر توکل اور اسی سے مدد مانگنا 61

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارفِ کتاب از مدیر

یہ تحریر پاکستان کے قبائلی علاقہ جات میں پچھلے سات سال سے جاری ڈرون حملوں کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔ ۲۰۰۴ء سے شروع ہونے والے اس خونی سلسلے میں اب تک سینکڑوں مسلمان شہید ہو چکے ہیں، جن میں مجاہدین اور ان کی قیادت کی سطح کی کئی اہم شخصیات بھی شامل ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ امت کے اہلِ فن، بالخصوص وہ حضرات جن کے نزدیک ان کے جہاد سے پیچھے بیٹھے رہنے کا عذر بھی یہی ہے کہ وہ ٹیکنالوجی کے میدان میں کفر کا مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، خود آگے بڑھ کر ڈرون کا تکنیکی توڑ نکالنے کے سلسلے میں مجاہدین کی معاونت کرتے۔ لیکن افسوس کہ ہر سال ہزاروں کی تعداد میں انجینئرنگ یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہونے والے نوجوانوں میں سے کم ہی کسی نے اس جانب توجہ دی، بلکہ ان میں سے بہت سوں نے اس مسئلے کو اپنا سمجھا ہی نہیں۔ جس امت کے غم میں شرق و غرب سے آئے ہوئے مجاہدین نے اپنی جانوں کے ٹکڑے اپنے رب کے حضور پیش کیے، اسی امت کے باہنر نوجوانوں کی غالب اکثریت امریکہ اور یورپ میں اپنے ضمیر کی قیمت لگوانے کی دوڑ میں زندگیاں کھپا رہی ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ امت کے باصلاحیت افراد کو یہ توفیق دے کہ وہ امت مسلمہ کے نقصان کو اپنا نقصان جانتے ہوئے پورے اخلاص کے ساتھ مغرب کے خلاف اس جنگ میں اپنا حصہ ڈالیں اور اس ضمن میں ڈرون کا تکنیکی سطح پہ توڑ نکالنے کے لیے مجاہدین کے ساتھ معاونت کریں۔

اس تحریر کے بنیادی مخاطب خود مجاہدین ہی ہیں اور اس میں زیادہ توجہ ڈرون سے دفاع کے سلسلے میں غیر تکنیکی، عملی اور سہل حفاظتی اقدامات پہ دی گئی ہے۔ نیز اس تحریر کا فائدہ ان شاء اللہ دنیا کے دیگر محاذوں پر برسرِ پیکار مجاہدین بھی محسوس کریں گے جن کے خلاف ڈرون ٹیکنالوجی کے استعمال نے ابھی وہ وسعت نہیں اختیار کی جو وزیرستان میں دیکھنے میں آتی ہے۔ ہم مجاہدین کے مختلف مجموعات کو دعوت دیں گے کہ ڈرون سے دفاع اور اس کے ممکنہ تکنیکی توڑ کے سلسلے میں اگر کوئی تجاویز ان کے ذہن میں ہیں تو دیگر مجاہدین کو ان سے آگاہ کریں تاکہ ڈرون سے ہونے والے نقصان میں کمی آ سکے اور ہمیں بھی ادارے کے ای میل پتے (a_dad_at@yahoo.com) پر وہ تجاویز ارسال کریں تاکہ اس کتاب کو مزید بہتر بنایا جا سکے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اس کوشش کو اپنے یہاں قبول فرمائے، آمین۔

مقدمہ از مؤلف

مغرب کے خلاف عصرِ حاضر کے عالمی جہاد کی ابتداء خلیج کی پہلی جنگ سے ہوئی جب شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ اور سعودی عرب کے شاہی خاندان کے درمیان کویت کے مسئلے پر امریکی فوج سے مدد لینے پر اختلاف پیدا ہوا۔ سعودی بادشاہ نے صدام حسین کو سعودی عرب کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے جزیرۂ عرب کی حفاظت کے لئے امریکی فوج کو آنے کی دعوت دی۔ شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اس کی مخالفت کی اور امریکہ کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔ خلیج کی جنگ سے نو گیارہ کے حملے اور اس کے بعد افغانستان اور عراق پر امریکی حملے تک جہاد بہت سے مراحل سے گزرتا ہوا اب الحمد للہ صومالیہ، یمن، مغربِ اسلامی اور نائیجیریا تک پھیل گیا ہے۔ روس کے خلاف جہاد، جہادِ کشمیر اور عرب ممالک کی مختلف جہادی تحریکات میں ہر بار کوئی نہ کوئی نیا چیلنج مجاہدین کو درپیش آیا ہے۔ مغرب اور امریکہ کے ساتھ جنگ میں ڈرون ٹیکنالوجی مجاہدین کے لیے ایک بڑا چیلنج بن کر سامنے آئی ہے۔ مغرب ڈرون کو جنگ کی تاریخ میں ایک انقلاب قرار دیتا ہے اور مجاہدین کے خلاف اس ٹیکنالوجی کو ایک فیصلہ کن ہتھیار سمجھتا ہے۔

مجاہدین افغان جہاد سے لے کر اب تک مختلف جہادی تجربات سے گزرے ہیں۔ وہ امریکہ کے خلاف جنگ میں بھی انہی سابقہ تجربات کی روشنی میں چل رہے ہیں۔ تاہم یہ امر سمجھنے کی ضرورت کہ امریکہ کے خلاف جہاد ان پچھلے تجربات سے قدرے مختلف ہے۔ افغانستان ہو یا عراق، یمن ہو یا نائیجیریا، ڈرون طیارے مجاہدین کے خلاف ایک مکمل طریقۂ جنگ کے طور پر استعمال کیے جائیں گے۔ ڈرون کی کچھ شکلیں تو منظرِ عام پر آ چکی ہیں مگر کچھ شکلیں ابھی تجرباتی مراحل میں ہیں جو مستقبل قریب میں مجاہدین کے لیے نیا چیلنج بن کر سامنے آئیں گی۔ اس لیے مجاہدین کو ڈرون کے بارے میں اپنے لائحہ عمل کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ڈرون کو محض ایک ہتھیار کے بجائے ایک مستقل اسلوبِ جنگ کے طور پر سمجھنا ہو گا اور اس کے خلاف دفاع اور اقدام کے لیے منصوبہ بندی کر کے اسے مجاہدین کی بنیادی تربیت میں شامل کرنا ہو گا۔ اس تحریر کا مقصد یہی ہے کہ مجاہدین کے سامنے ڈرون ٹیکنالوجی کو ایک نئے اسلوبِ جنگ کے طور پر پیش کیا جائے اور اس کے خلاف ایک جامع دفاعی حکمتِ عملی مرتب کرنے کی ضرورت پہ توجہ دلائی جائے۔

باب اول: ڈرون کا تعارف

ڈرون ٹیکنالوجی کا تاریخی پس منظر

مغرب کا گوریلا جنگ سے واسطہ پڑنا ایک ایسا امر ہے جس کی مثالیں تاریخ میں بکھری پڑی ہیں۔ انیسویں صدی عیسوی میں جب برطانیہ اور فرانس دنیا میں اپنا استعماری جال بچھا رہے تھے تو اس دور میں سب ہی مقبوضہ ممالک میں انہیں گوریلا مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ان میں الجزائر میں امیر عبد القادر کی تحریک ،سوڈان میں مہدی سوڈانی کی تحریک، ہندوستان میں سید احمد شہید کی تحریک مجاہدین اور اسی طرح دیگر مزاحمتی تحریکیں شامل ہیں۔

مغرب کے خلاف گوریلا جنگ کی دوسری لہر پہلی جنگ عظیم کے بعد شروع ہوئی۔ اس عرصے میں شمالی افریقہ، مشرق وسطیٰ اور فلسطین میں بہت سی جہادی تحریکیں برپا ہوئیں۔ان میں الجزائر میں عبدالکریم کی تحریک،لیبیا میں عمر مختار کی تحریک اور فلسطین اور شام میں عزالدین قسام کا جہاد شامل ہیں۔

مغرب کے خلاف گوریلا جنگ کی تیسری لہر دوسری جنگ عظیم کے بعد سامراج سے آزادی کے لیے شروع ہوئی۔ اسی دور میں فرانس کے خلاف الجزائر کی تحریکِ آزادی کا آغاز ہوا۔اس جنگ نے مغرب کو گوریلا جنگ کے متعلق بہت سے اہم سبق سکھائے۔ الجزائر میں آزادی کی تحریک کو کچلنے کے لیے فرانسیسی فوج نے تحریکِ آزادی کی درمیانے درجے کی قیادت کو ایک منصوبے کے تحت نشانہ بنانا شروع کیا۔ اس ضمن میں فرانس کی فوج کو اس تحریک کے عسکری شعبے کو ختم کرنے میں کافی کامیابی حاصل ہوئی۔ گو فرانس سیاسی طور پر جنگ ہار گیا، مگر اس جنگ نے گوریلا جنگ کے بارے میں مغرب کے نظریات میں انقلابی تبدیلیاں پیدا کیں۔انہیں اس بات کا بخوبی ادراک ہوا کہ گوریلا جنگ بنیادی طور پہ ایک نظریاتی جنگ ہے۔اس نظریے کو ایک قیادت عملی جامہ پہناتی ہے۔اگر اس قیادت کو ختم کر دیا جائے تو یہ جنگ جیتی جا سکتی ہے۔

گوریلا جنگ کی چوتھی بڑی لہر روس اور امریکہ کی سرد جنگ کے دوران شروع ہوئی۔ سرد جنگ میں گوریلا تحریکوں کے ذریعے امریکہ کے اتحادی ممالک میں اقتدار کا پانسہ پلٹنا روس کی پالیسی کا ایک اہم حصہ تھا۔روس کی یہ پالیسی انقلاب کی پالیسی کہلاتی تھی جس کے تحت وہ دنیا بھر میں اپنے نظریات کا پرچار کرتا تھا۔ ایشیا، یورپ،افریقہ اور لاطینی امریکہ کے ممالک میں دانشوروں،مزدوروں اور با اثر طبقے میں انقلابی ماحول پیدا کیا جاتا۔ اس کے بعد اس ملک میں گوریلا جنگ شروع کی جاتی جس کو روس کی مکمل پشت پناہی حاصل ہوتی۔اپنی اس پالیسی کی وجہ سے روس نے مشرقی یورپ، افریقہ،جنوب مشرقی ایشیا اور جنوبی امریکہ کے بہت سے ممالک میں کامیابیاں حاصل کیں۔سرد

جنگ میں روس کی اس پالیسی سے امریکہ بہت خائف تھا اور اس کو روکنے کے لیے اس نے متعدد حکمتِ عملیاں اپنائیں۔ ان حکمتِ عملیوں میں جاسوس طیارے کا استعمال بھی شامل تھا۔

روس کے خلاف استعمال ہونے والا پہلا امریکی جاسوس طیارہ یوٹو کہلاتا ہے۔ اس طیارے کی روس کے اوپر پہلی پرواز پشاور کے نزدیک واقع بڑھا بیر ائیر بیس سے ۱۹۶۰ میں اڑی۔ روس نے اس واقعے کے ردِ عمل میں پاکستان پر ایٹم بم مارنے کی دھمکی دی تھی۔ یوٹو کی سب سے بڑی کامیابی کیوبا میں روس کی میزائل تنصیبات کی تصاویر کھینچنا تھا جس کی وجہ سے دنیا ایک ایٹمی جنگ کے دھانے پر پہنچ گئی۔ البتہ یوٹو بغیر پائلٹ کا جہاز نہیں تھا۔ جہاز پائلٹ سمیت کئی گھنٹے پرواز کرتا تھا۔ نیز یہ صرف سادہ تصویریں (still photographs) کھینچتا تھا۔ لہٰذا اس بات کا امکان موجود تھا کہ جس ہدف کی تصویر آج کھینچی گئی ہے وہ کل کہیں اور منتقل ہو جائے۔ تیسرا یہ کہ پائلٹ کے مارے جانے اور گرفتار ہونے کے امکانات بھی موجود تھے۔

پائلٹ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے امریکہ نے ساٹھ کی دہائی میں ہی مصنوعی جاسوسی سیارے کا نظام متعارف کرایا۔ اس نظام سے پائلٹ کا مسئلہ تو حل ہو گیا مگر یہ مصنوعی سیارہ بھی سادہ تصویریں فراہم کرتا تھا جو زمین پہ دیر سے میسر آتیں۔ ان تصویروں کی زمین تک منتقلی ایک پیچیدہ نظام کے تحت ہوتی تھی۔ مصنوعی سیارہ تصویروں کو خلا میں نشر کرتا اور پھر ایک خاص ہوائی جہاز کے ذریعے ان فلموں کو حاصل کیا جاتا۔

۱۹۸۲ میں اسرائیل نے لبنان میں روسی ساخت کے میزائل نظام کا توڑ نکالنے کے لیے 'پائی نیئر' (pioneer) کے نام سے ایک جاسوسی طیارہ بنایا۔ اس طیارے کی خصوصیت یہ تھی کہ یہ سادہ تصاویر کی بجائے اپنے مرکز کو براہِ راست ویڈیو بھیجتا تھا۔ اسرائیل نے لبنان کی فضاؤں میں جاسوس طیاروں کے ہمراہ لڑاکا طیارے بھی بھیجے۔ ان جاسوسی طیاروں کو لڑاکا طیارے سمجھ کر شامی فوج نے اپنا ریڈار سسٹم متحرک کر دیا جس کی تصاویر جاسوسی طیاروں نے براہِ راست لڑاکا طیاروں کو فراہم کی۔ اسرائیلی لڑاکا طیاروں نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے شام کے رڈار سسٹم تباہ کر دیئے اور یوں شام کا میزائل نظام بے کار ہو گیا۔ یہ جنگ کی تاریخ میں ایک انقلابی تبدیلی تھی۔

جاسوسی طیاروں کی تاریخ کے اس ابتدائی دور میں متعدد اقسام کے طیارے امریکہ اور اسرائیل نے تیار کئے۔ یہ طیارے ایک محدود مدت کے لئے محدود علاقے پہ پرواز کر سکتے تھے۔ ضرورت ایک ایسے جاسوسی طیارے کی تھی جو پائلٹ کے بغیر ہو، فضا میں طویل مسافت کے لئے پرواز کر سکے اور براہِ راست تصاویر فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس کے لیے یہ ضروری تھا کہ اس طیارے کو مصنوعی سیارے کے ساتھ منسلک کر دیا جائے۔ ڈرون طیارے کو ان سب صلاحیتوں سے لیس کیا گیا اور اس کا پہلا استعمال بوسنیا کی جنگ میں ہوا۔ اس جنگ میں اس کا کردار صرف جاسوسی کی حد تک محدود تھا۔ ڈرون کو بیک وقت جاسوسی کرنے اور ہدف کو مارنے کے لئے پہلی مرتبہ یمن میں

استعمال کیا گیا۔ پھر بتدریج ڈرون کا بطور ہتھیار استعمال افغانستان، پاکستان کی قبائلی پٹی، عراق، یمن اور صومالیہ تک پھیل گیا۔

گزشتہ دوسو سال کے گوریلا تجربات نے مغرب کو بہت سبق سکھائے ہیں۔ ان تجربات سے وہ اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ گوریلا جنگ چار بڑے عوامل کے گرد گھومتی ہے:

- ✓ پہلا اس جنگ کا نظریہ،
- ✓ دوسرا وہ قیادت جو اس نظریے کو عملی جامہ پہناتی ہے،
- ✓ تیسرا وہ پہاڑی اور صحرائی دشوار گزار راستے جن میں گوریلا کی پناہ گاہیں ہوتی ہیں
- ✓ اور چوتھا وہ عوام جو گوریلا کی مدد کرتے ہیں۔

اگر ان چار عوامل کو ختم کر دیا جائے تو گوریلا جنگ جیتی جا سکتی ہے۔اس جنگ کو جیتنے کے لئے روایتی فوج کی نسبت جاسوسی طیارے کا مؤثر استعمال زیادہ کارآمد ثابت ہو سکتا ہے۔

کیا ڈرون ایک فیصلہ کن ہتھیار ہے؟

فیصلہ کن ہتھیار وہ ہتھیار ہوتا ہے جس کا استعمال فریقِ مخالف کو یکدم اتنا بڑا نقصان پہنچا دے جس کی تلافی کرنا مختصر مدت میں اس کے لئے ناممکن ہو اور یوں جنگ کا پلڑا اس ہتھیار کے حامل فریق کے حق میں چلا جائے۔ تاریخ میں بہت سے ہتھیار فیصلہ کن ہتھیار کے طور پر استعمال کیے گئے ہیں۔ ہم ایک نظر عسکری تاریخ کے اس گوشے پر ڈالتے ہیں۔

قدیم تاریخ

جنگِ جسر اور ہاتھی

حضرت عمرؓ کے زمانے میں مسلمانوں کی ایران کے بادشاہ کسریٰ کے ساتھ ابتدائی جنگوں میں سے ایک جنگ تاریخ میں جنگِ جسر کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں عین اس وقت جب جنگ اپنے عروج پر تھی ایرانی جنگی ہاتھیوں کو میدان میں لے آئے۔ ہاتھی عرب میں غیر معروف تھا اس لیے مسلمان اس کے جنگ میں استعمال سے واقف نہیں تھے۔ اس طرح اس جنگ میں مسلمانوں کو وقتی طور پہ شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد بھی چند معرکوں میں ہاتھیوں نے مسلمانوں کے لئے مشکلات پیدا کیں۔ مگر اس کے بعد صحابہ کرامؓ کی قیادت میں

مسلمانوں نے ہاتھیوں کا توڑ نکال لیا۔ مسلمان ہاتھی کی سونڈ اور آنکھوں پر نیزے سے حملہ آور ہوتے اور یوں ہاتھی دشمن ہی کی صفوں میں بھگدڑ مچانے کا سبب بن جاتا۔

دیبل کی جنگ اور منجنیق

محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا تو اس وقت سندھ کا دارالحکومت دیبل تھا۔ محمد بن قاسم نے دیبل کا محاصرہ کیا اور اس نے ایک منجنیق سے بہت بڑے بڑے پتھر شہر کے سب سے بڑے مندر پر مارے۔ پتھروں کے لگنے سے مندر کا برج گر گیا۔ ہندوؤں نے اسے بد شگونی کی علامت سمجھ کر ہتھیار پھینک دیئے اور یوں دیبل فتح ہو گیا۔ اس طرح منجنیق دیبل کی فتح میں ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا۔

صلیبی جنگ اور آگ کی ہانڈیاں

صلیبی جنگوں میں صلاح الدین ایوبی نے منجنیق میں پتھر کے ساتھ آگ کی ہانڈیوں کو استعمال کیا۔ جب یہ ہانڈیاں منجنیق میں ڈال کر صلیبی قلعوں میں پھینکی جاتیں تو یہ اندر آگ لگا دیتیں۔ اس سے صلیبیوں کا بہت نقصان ہوتا۔ اس طرح یہ آگ کی ہانڈیاں متعدد جنگوں میں فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوئیں۔

جدید تاریخ

ام درمان کی جنگ اور مشین گن

مشین گن انیسویں صدی اور بیسویں صدی کے شروع تک بہت سی جنگوں میں ایک فیصلہ کن ہتھیار رہا۔ اسی طرح کی ایک جنگ سوڈان میں مہدی سوڈانی کی فوج اور برطانیہ کی فوج کے درمیان ام درمان کے مقام پہ ہوئی۔ اس جنگ میں مہدی کی فوج کے ہزاروں مجاہدین مشین گن کے خلاف دفاعی حکمتِ عملی نہ ہونے کے نتیجے میں شہید ہوئے۔

پہلی جنگ عظیم اور توپ خانے

پہلی جنگ عظیم میں توپ خانے کے ساتھ مل کر مشین گن ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوئی اور یورپ کے میدانوں میں فریقین کی پیشقدمی بالکل رک گئی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف برطانیہ اور فرانس اور دوسری طرف جرمنی کی افواج مورچے کھود کر بیٹھ گئیں۔ اس جنگ میں ٹینک بالآخر مشین گن کا توڑ ثابت ہوا۔

دوسری جنگ عظیم، ٹینک اور ایٹم بم

دوسری جنگ عظیم کے شروع میں جرمنی کے جرنیلوں نے ٹینک کو اس مہارت سے استعمال کیا کہ جرمنی نے پورا یورپ اور روس کے بیشتر علاقے فتح کر لیے۔ اس طرح دوسری جنگِ عظیم میں جرمنی کے لیے ٹینک ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا۔ دوسری طرف جاپان کو شکست دینے کے لیے امریکہ نے ایٹم بم کو ایک فیصلہ کن ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔

جہاد افغانستان اور روسی ہیلی کاپٹر

مجاہدین کے خلاف روسی ہیلی کاپٹر ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہوا مگر جب راکٹ لانچر اور بعد میں سٹنگر میزائل آ گئے تو یہ ہتھیار بھی کارآمد نہیں رہا۔

عصرِ حاضر کا جہاد اور ڈرون حملے

مجاہدین کے خلاف ڈرون حملوں کا آغاز اسرائیل نے فلسطین میں کیا تھا۔ ان حملوں میں فلسطینی مجاہدین کی قیادت کو نشانہ بنایا گیا جن میں شیخ احمد یاسینؒ بھی شامل ہیں۔ اس کامیابی کے بعد امریکہ نے پہلی مرتبہ ڈرون کو بوسنیا کی جنگ میں استعمال کیا۔ بوسنیا کی جنگ میں ڈرون کو جاسوس طیارے کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ یہ پہلی مرتبہ تھا کہ امریکی فوج کو میدان جنگ میں موجود دشمن کی سادہ تصویروں کی بجائے براہِ راست ویڈیو اور تصاویر میسر آئیں۔ اس پیشرفت کو ماہرینِ حرب عسکری دنیا کا انقلاب قرار دیتے ہیں۔ اس انقلاب کی بدولت امریکہ کے لیے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ میدان جنگ میں اپنے دشمن کی تنصیبات اور افواج کی پوزیشن کے متعلق بروقت درست معلومات اکٹھی کر سکے ۔ پھر یمن کے ایک مرکزی جہادی قائد شیخ ابو علی الحارثی کی گاڑی کو یمن کے ایک صحرا میں ڈرون حملے میں نشانہ بنایا گیا۔ الحارثی رحمہ اللہ اس حملے میں شہید ہو گئے۔ یہ امریکہ کی جانب سے مجاہدین پر ڈرون طیارے کا پہلا کامیاب وار تھا۔ پھر افغانستان اور عراق کی جنگ میں بھی میزائل بردار ڈرون استعمال کرنے سے یہ ممکن ہوا کہ دشمن کو نہ صرف دیکھا جا سکے بلکہ اس پر میزائل حملہ بھی کیا جا سکے۔

پاکستان میں ڈرون حملے: ۲۰۰۴ تا ۲۰۱۰

پاکستان میں ڈرون حملوں کا آغاز ۲۰۰۴ء میں وانا میں کمانڈر نیک محمد وزیر رحمہ اللہ پر حملے سے ہوا۔ پاکستان کے قبائلی علاقوں میں ہونے والے ڈرون حملوں پر گفتگو کرنے سے پہلے مناسب ہو گا کہ ان کے بارے میں اعداد و شمار ذکر کر دیئے جائیں۔

سال	حملوں کی تعداد	شہادتیں	فی حملہ جانی نقصان
۲۰۰۴-۲۰۰۷	۹	۹۹	۱۱
۲۰۰۸	۳۳	۲۹۶	۹
۲۰۰۹	۵۳	۷۰۹	۱۴
۲۰۱۰	۱۱۸	۱۲۰۰	۱۰

دورانیہ	کل حملے	کل شہادتیں	اوسط جانی نقصان
۲۰۰۴-۲۰۱۰	۲۱۳	۲۳۵۰	۱۱

ان اعداد و شمار سے یہ ثابت ہوتا ہے اس جنگ کے پہلے چار سالوں میں یعنی ۲۰۰۴ء سے ۲۰۰۷ء تک نو ڈرون حملے ہوئے۔ جب کہ ۲۰۰۸ء سے ۲۰۱۰ء تک تین سالوں میں ۲۰۴ حملے ہوئے۔ یہ دوسو فی صد سے بھی زیادہ اضافہ ہے۔ ان اعداد و شمار سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فی حملہ ہلاک ہونے والے افراد کی تعداد گیارہ رہی۔ یہ تعداد پہلے چار سالوں میں بھی گیارہ تھی اور بعد کے تین سالوں میں بھی گیارہ ہی رہی۔ یہ ایک انتہائی اہم نکتہ ہے جو یہ ثابت کرتا کہ مجاہدین کی ڈرون سے بچنے کی تمام کوششیں مجموعی طور پر ان سات سالوں میں اپنا جانی نقصان کم کرنے میں ناکام ثابت ہوئیں ہیں۔ اور اگر مجاہدین کی کوششیں مکمل ناکامی کا شکار نہیں ہوئی تو ان کو مکمل طور پر کامیاب بھی نہیں کہا جاسکتا۔

مذکورہ اعداد و شمار صرف افرادی قوت کو پہنچنے والے نقصان کو ظاہر کرتے ہیں۔ زخمیوں کے اعداد و شمار، مالی نقصان، ناکارہ ہونے والا اسلحہ، تباہ شدہ گاڑیاں اور مقامی افراد کا مالی نقصان ان اعداد و شمار میں شامل نہیں ہے۔ نہ ہی ان اعداد و شمار سے مجاہدین کی صلاحیتوں پر پڑنے والے نقصانات کا صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

خلاصہ

غرض خلاصہ کلام یہ ہے کہ جاسوس طیارہ اس جنگ میں تا دمِ تحریر ایک فیصلہ کن ہتھیار کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ یہ مجاہدین اور ان کے انصار کی افرادی قوت میں مستقل کمی کا باعث بن رہا ہے۔ ڈرون حملوں میں

مجاہدین کی قیادت، باصلاحیت مجاہدین اور بہت سے عام مسلمان شہید ہو رہے ہیں۔ اس کے علاوہ مجاہدین اور عوام کا مالی نقصان بھی ہو رہا ہے جس میں اسلحہ، گاڑیاں اور تباہ ہونے والے گھر شامل ہیں۔ یہ صورتحال مجاہدین کے کاموں میں تعطل اور معنوی اعتبار سے بہت سے منفی اثرات کا سبب بن گئی ہے۔ڈرون حملے کے خطرے کے پیشِ نظر معمول کے بہت سے جہادی کام مجاہدین کو مؤخر یا معطل کرنے پڑتے ہیں۔ نیز ان حملوں نے قبائلی علاقہ جات کی عام آبادی کی زندگی بھی اجیرن کر رکھی ہے اور اس معصوم عوام کو اپنا جان و مال سب ہی غیر محفوظ لگنے لگا ہے۔ اگر ہم نے اس صورتحال میں ڈرون کے خلاف مؤثر حکمت عملی نہ بنائی اور جاسوس طیارے نے اپنی کارروائیاں اسی طرح جاری رکھیں تو یہ ممکن ہے کہ امریکہ ان مذموم مقاصد کے حصول میں جزوی طور پر کامیاب ہو جائے گا جن کے پیشِ نظر اس نے ڈرون کا استعمال شروع کیا تھا۔

کیا ڈرون حملے کا توڑ ممکن ہے؟

ہمارے نزدیک ڈرون حملے کے خلاف دفاع اور اس کے نتیجے میں ہونے والے نقصانات کو حتی الامکان کم کرنا ممکن اور قابلِ عمل ہے۔ اور چونکہ مجاہدین اسلام ہی اس ہتھیار کا بنیادی نشانہ ہیں اس لئے یہ ضروری ہے کہ خود مجاہدین اس کا تدارک کریں اور ڈرون کو ایک ایسا فیصلہ کن ہتھیار سمجھیں جو انہیں اتنا نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہے جس سے جہاد کی تحریک سست روی کا شکار ہو سکتی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ وہ اسے مستقبل کی جنگ کا ایک مستقل جزو سمجھیں، ڈرون کے بارے میں اپنی غلط فہمیوں کا ازالہ کریں اور اس کے حل کے لیے ذہنی طور پر تیار ہوں۔

ذہنی آمادگی

سب سے اہم ضرورت اس مسئلے کے حل کے لئے ذہنی آمادگی ہے۔ ہماری رائے یہ ہے کہ مجاہدین جب کسی چیز کو اہم سمجھتے ہیں تو اس کو اپنانے اور سیکھنے کے لیے ضرور جستجو کرتے ہیں۔ مجاہدین نے گوریلا جنگ کو اپنایا تو اس کے لیے تربیت کی۔ اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالا۔ اسی طرح مجاہدین نے جب بارود کو اہمیت دی تو اس میں مہارت پیدا کی۔ مگر مجاہدین نے ڈرون حملوں کو وہ اہمیت نہ دی جس کا وہ متقاضی تھا۔ شاید اسی لیے اس کا حل نہ نکل سکا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ مجاہدین ڈرون کو ایک نئے طریقۂ جنگ کے طور پر سمجھیں اور اس کو ناکام بنانے کے لیے اپنی پوری صلاحیتیں استعمال کریں۔

درست عسکری تربیت

کئی مجاہد بھائیوں کے رویے سے یہ محسوس ہوتا ہے گویا وہ جہاد کرنے کے لیے آئے ہیں مگر جنگ کرنے نہیں آئے۔ یعنی وہ جہاد کو عبادت سمجھ کر تو کر رہے ہیں مگر جہاد کے عسکری پہلو کو وہ اہمیت نہیں دے رہے جو انہیں

دینی چاہیئے، نہ ہی خود کو حالتِ جنگ میں محسوس کر رہے ہیں۔ لہذا بسا اوقات وہ جنگ کے تقاضوں کے مطابق احتیاطی تدابیر نہیں اپناتے۔ مجاہدین کو یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اگر انہوں نے ڈرون کو ایک جنگ کے طور پر نہیں لیا تو ڈرون اس جنگ میں ایک فیصلہ کن ہتھیار ثابت ہو گا اور وہ مجاہدین کو اتنا نقصان پہنچا دے گا کہ دوبارہ سنبھلنے میں بہت وقت لگ جائے گا۔

مجاہدین کو یہ بھی سمجھنا ہے کہ امریکہ کے ساتھ جنگ اور روس کے ساتھ جنگ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ امریکہ اور مغرب کے اسلوبِ جنگ کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کسی بھی اسلوبِ جنگ کا مقابلہ کرنا ممکن ہے۔ مگر اس کے لیے ذہنی اور عملی تیاری کی ضرورت ہے۔

غلط فہمیوں کا ازالہ

ڈرون کے بارے میں مجاہدین کے حلقوں میں بعض غلط فہمیاں عام ہیں۔ سب سے پہلے مجاہدین کو ان غلط فہمیوں کا ازالہ کرنا ہو گا۔ مثال کے طور پہ کئی مجاہدین یہ سمجھتے ہیں کہ ڈرون میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ زمینی جاسوسی کے بغیر میزائل مار سکے۔ گو کہ وزیرستان میں عموماً میزائل حملے زمینی جاسوسی کے بعد ہی ہوتے ہیں، لیکن ڈرون میں یہ صلاحیت بہر حال موجود ہے کہ زمینی جاسوسی کے بغیر بھی ہدف کو نشانہ بنا لے۔

بہت سے مجاہدین چند بنیادی نوعیت کے ابتدائی اقدام کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے ڈرون کے خلاف تمام حفاظتی اقدامات اٹھا لئے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زمینی جاسوسی سے لے کر ڈرون حملہ ہونے تک کے مختلف مراحل کا پوری طرح احاطہ نہیں کرتے۔

مجاہدین میں ایک اور غلط فہمی بہت عام ہے۔ وہ یہ کہ اگر جاسوس ختم کر دیئے جائیں تو ڈرون کا مسئلہ کلیتاً ختم ہو جا ئے گا۔ ایک اعتبار سے یہ بات درست ہے مگر اصل میں جاسوس کا مسئلہ ہر جنگ ہی میں پایا جاتا ہے اور اسے کم ضرور کیا جا سکتا ہے، لیکن بالکل ختم نہیں کیا جا سکتا۔

بعض مجاہدین 'تقدیر' اور 'توکل' کے تعلق کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ڈرون حملوں کے خلاف احتیاطی تدابیر یہ سوچ کر ترک کر دیتے ہیں کہ یہ توکل کے منافی ہیں۔ تقدیر پر ایمان ہمارے عقیدے کا حصہ ہے اور اس پر ایمان کے بغیر کوئی مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مگر جہاد اور اس میں اپنے دفاع کے متعلق احکامات بھی ہمیں شریعت میں نہایت وضاحت سے ملتے ہیں۔ ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ اس لیے ہم اپنے دل میں تقدیر پر ایمان بھی رکھتے ہیں اور اپنے جوارح سے شریعت کے احکامات کی پیروی میں دفاعی تدابیر بھی اٹھاتے ہیں۔

ڈرون کا توڑ کیسے ممکن ہے؟

ڈرون کا حتمی توڑ وہ ہتھیار ہے جو اس کو فضا میں مار گرائے۔ ایسا ہتھیار فی الحال مجاہدین کے پاس نہیں ہے۔ بہرصورت، کسی بھی نئے اور فیصلہ کن ہتھیار کے ساتھ مقابلہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ:

- ✓ سب سے پہلے اس ہتھیار کے استعمال کے مقاصد کو سمجھا جائے۔
- ✓ دوسرا یہ کہ خود اس ہتھیار کے کام کرنے کے طریقے کو سمجھا جائے،
- ✓ اور تیسرا یہ کہ دشمن کی جانب سے اس ہتھیار کے استعمال کے طریقہ کار کو سمجھا جائے۔

اگر ہم ان تین مراحل کو سمجھ جائیں تو ہمیں اس ہتھیار کی کمزوریاں سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ دشمن کی کمزوریوں کا فائدہ اٹھانے اور ساتھ ہی اس کی قوت کے شر سے بچنا جنگی حکمتِ عملی کہلاتی ہے۔ڈرون کی حکمت عملی کے حوالے سے مجاہدین کی ممکنہ کوششوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

- ✓ ایک عارضی دفاعی حکمت عملی،
- ✓ دوسری مستقل توڑ تلاش کرنے کی حکمت عملی۔

جب تک ڈرون کا مستقل توڑ نہیں نکل آتا، مجاہدین نے اپنی حکمت عملی کو دفاع پر مرکوز کیا ہوا ہے۔ نیز ڈرون سے دفاع میں جہاں ٹیکنالوجی کا سہارا لینا ممکن ہے وہیں بہت سی ایسی دفاعی تدابیر بھی ہیں جو بغیر کسی ٹیکنالوجی کے اپنائی جا سکتی ہیں۔

ڈرون کے استعمال کے مقاصد کیا ہیں؟

کسی بھی گوریلا جنگ میں ایک روایتی فوج کا اہم ترین مقصد یہ ہوتا ہے کہ فریقِ مقابل کی افرادی قوت اور وسائل کو اتنا نقصان پہنچا دیا جائے کہ وہ اس نقصان کو مختصر مدت میں پورا کرنے کے قابل نہ رہیں۔ ڈرون طیارہ بھی اسی مقصد کے حصول کے لیے بنایا گیا ہے۔ اس بڑے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ڈرون کی ٹیم بہت سے ضمنی مقاصد حاصل کر نے کے لیے منصوبہ بندی کرتی ہے اور وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1. مجاہدین کی کے بارے میں اہم معلومات حاصل کرنا اور ان کے معمولات پہ اس انداز سے نظر رکھنا کہ ان کی کارروائیوں کو بروقت روکا جا سکے۔
2. مجاہدین کو محفوظ پناہ گاہوں سے محروم کرنا۔
3. مجاہدین کی اعلی قیادت کو نشانہ بنانا تاکہ عالمی جہاد کمزور ہو جائے۔

4. مجاہدین کی درمیانے درجے کی قیادت کو ختم کرنا تاکہ مجاہدین تجربہ کار قیادت سے محروم ہو جائیں اور ان کی تربیت کا معیار گر جائے۔ تربیت کا معیار گرنے سے مجاہدین کی کارروائیاں کرنے کی صلاحیت محدود ہو جاتی ہے۔اس کے اثرات عموماً طویل المدت ہوتے ہیں۔
5. مجاہدین کی عسکری تربیت کا نظام درہم برہم کر کے ان کی قوت کو منتشر کرنا۔
6. جو معاشرہ پہلے مجاہدین کے ساتھ کھڑا تھا اور ان کے لیے دفاعی خط بنا ہوا تھا اس میں جاسوس پیدا کرنا۔ یوں مجاہدین اور عوام کے درمیان باہمی اعتماد کی فضا نہ صرف خراب ہوتی ہے بلکہ مجاہدین کے معاشرے سے کٹ جانے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً مجاہدین کے گرد عوامی ہمدردی اور تائید و نصرت کا یہ دفاعی خط نسبتاً کمزور پڑ جاتا ہے۔

دشمن کے ان مقاصد کے مقابلے میں مجاہدین کو ایک ایسی حکمت عملی پر عمل کرنا ہو گا جس سے ان کی کارروائیاں بھی نہ رکیں اور ان کا نقصان بھی کم سے کم ہو۔ اس ہدف کے حصول کے لیے مجاہدین کو سب پہلے ڈرون حملوں کے تمام واقعات کا بغور جائزہ لینا ہو گا۔ پھر ان حملوں کو مرحلوں میں تقسیم کر کے ہر مرحلے کے چیلنجوں کا تعین کرنے کی ضرورت ہے۔ اور ان چیلنجوں کے مطابق مختلف ذمہ داران کی ذمہ داریوں کا تعین ہونا چاہیے۔ اور پھر ایک جامع تربیتی دورہ ترتیب دے کر اسے مجاہدین کے بنیادی نصاب کا جزء بنا دینا چاہیے۔

ڈرون طیارہ کیسے کام کرتا ہے؟

طیارے کی اقسام اور خصوصیات

مجاہدین کے خلاف امریکہ دو طرح کے ڈرون طیارے استعمال کر رہا ہے۔ پہلا طیارہ ''ایم کیو۔ا پریڈیٹر'' (MQ-1 Predator_) کہلاتا ہے، جو دو میزائل داغنے کی صلاحیت رکھتا ہے:

اور دوسرا طیارہ ’’ایم کیو-۹ رِیپر‘‘ (MQ9 _Reaper) کہلاتا ہے، جو چھ میزائل داغنے کی صلاحیت رکھتا ہے:

ڈرون طیارے سے فائر ہونے والا ’ہیل فائر میزائل‘ :
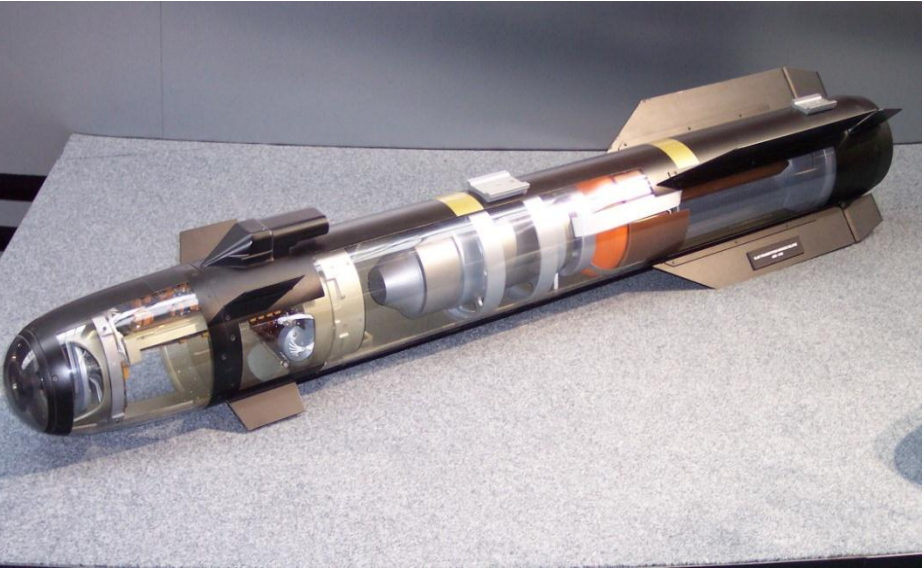
فنی خصوصیات/ماڈل	پریڈیٹر (MQ 1/ Predator)	رِیپر (MQ 9 / Reaper)
لمبائی	۲۶ فٹ ۸ انچ	۳۶ فٹ
پروں کی چوڑائی	۴۸ فٹ ۸ انچ	۶۶ فٹ
میزائل	۲	۱۲
مسافت	۷۴۰ کیلو میٹر	۔
حدِ پرواز(بلندی)	۷۶۲۰ میٹر	۱۳،۷۰۰ میٹر
پرواز کا دورانیہ	۲۰ گھنٹے	۲۴ گھنٹے

زمینی نظام

یہ طیارے ایک زمینی نظام سے منسلک ہوتے ہیں اور انہیں ہوائی اڈوں میں تعینات ایک مکمل عملہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑاتا ہے۔ اس عملے میں ہواباز کے ساتھ ایک افسر ہدف کو شناخت کرنے میں مدد دیتا ہے۔

یہ ہوائی اڈے مختلف خطوں میں موجود امریکہ کے دیگر عسکری مراکز کے ساتھ منسلک ہیں۔ جاسوسی طیارہ اپنے کیمروں سے اخذ شدہ تصاویر ان مراکز تک دو طریقوں سے نشر کر سکتا ہے۔ ایک بلاواسطہ ہے جس میں جاسوسی طیارہ براہِ راست ہوائی اڈے کو تصاویر بھیجتا ہے۔ اور دوسرا مصنوعی سیارے کے ذریعے جہاں تک چاہے ان تصاویر کو نشر کر سکتا ہے۔ اس طرح امریکہ میں بیٹھا ہوا افسر بھی ان تصاویر کو ایسے ہی دیکھ سکتا ہے جیسے جہاز کے ہوائی اڈے میں بیٹھا ہوا افسر۔ یوں امریکہ میں بیٹھے افسر کے لئے بھی ممکن ہو جاتا ہے کہ وہ مرکزی سٹیشن میں بیٹھے ہوا باز کو میزائل داغنے کا حکم دے سکے۔

نصب شدہ کیمرے

ان طیاروں میں نوعیت کے اعتبار سے پانچ قسم کے کیمرے نصب ہوتے ہیں۔

- پہلا کیمرہ طیارے کا اپنا کیمرہ ہے جسے طیارے کی آنکھ بھی کہا جا سکتا ہے، جس کی مدد سے ہوا باز جہاز کا راستہ دیکھ سکتا ہے۔ یہ کیمرہ طیارے کے سامنے کی طرف لگا ہوتا ہے اور ہدف کو تلاش کرنے میں مدد نہیں دیتا۔ ہدف کو تلاش کرنے کے لیے طیارے کی نچلی طرف کیمرے نصب ہوتے ہیں۔
- طیارے کے نچلی طرف نصب کیمروں میں پہلا کیمرہ دن کے اوقات میں دیکھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ ایک طاقتور سادہ ویڈیو کیمرہ ہے۔ گویا یہ ایک عام سادہ سی آنکھ ہے جس سے جہاز کا نشانہ باز اپنے ہدف کو دیکھتا ہے۔ یہ کیمرہ زیادہ سے زیادہ پانچ کلو میٹر دور سے دیکھ سکتا ہے مگر اس صورت میں ہدف نہ

تو واضح نظر آتا ہے اور نہ ہی اس کو کامیابی سے نشانہ بنا سکتا ہے۔ ایک مرتبہ ہدف کا تعین ہو جائے تو اس کیمرے میں یہ صلاحیت ہے کہ یہ ہدف کو (زُوم کر کے) قریب سے بہت واضح دیکھ سکے۔ مگر ایسی صورت میں سکرین پر کیمرہ دائیں اور بائیں چند میٹر تک ہی دیکھ سکتا ہے۔ گویا کہ ہدف کو قریب (زُوم) کرنے سے کیمرے کی آنکھ کا قطر چھوٹا ہو جاتا ہے جس سے علاقے کی مساحت کم نظر آتی ہے۔ جبکہ قطر کو بڑھانے سے ہدف دھندلا ہو جاتا ہے۔ یہ اس کیمرے کی کمزوری ہے۔ چنانچہ میزائل داغتے وقت نشانہ بننے والے افراد کو یہ موقعہ مل سکتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچانے کے لیے اِدھر اُدھر ہو جائیں۔ اس کا ذکر ہم ان شاء اللہ بعد میں کریں گے۔

- طیارے کے نیچے نصب دوسرا کیمرہ اِنفرارِیڈ (زیریں سرخ) کیمرہ کہلاتا ہے۔ یہ کیمرہ اِنفرارِیڈ (زیریں سرخ) شعاع کی مدد سے رات کے وقت یا کم روشنی کے اوقات میں ہدف کو دیکھنے کے کام آتا ہے۔ یہ وہی ٹیکنالوجی ہے جو نائٹ ویژن دوربین یا رات کو دیکھنے والے کیمروں میں استعمال ہوتی ہے۔
- تیسرا تھرمل کیمرہ ہوتا ہے جو اشیاء کی تصویر ان سے خارج ہونے والی حرارت کے ذریعے سے بناتا ہے۔ دیگر اجسام کی طرح انسانی جسم کا بھی ایک مخصوص درجہ حرارت ہوتا ہے جو اسے ارد گرد کی اشیاء سے ممیز کرتا ہے اور جس کی مدد سے یہ کیمرہ انسان کو رات کے اوقات میں بآسانی دیکھ سکتا ہے ۔ اس کیمرے کی مدد سے ہر وہ چیز جو متحرک ہو، بہت سہولت سے دیکھی جاسکتی ہیں۔
- چوتھا کیمرہ ریڈار کیمرہ کہلاتا ہے۔ یہ کیمرہ ریڈار کے اصول پر کام کرتا ہوئے بادلوں، دھند اور دھویں میں دیکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ریڈار ایسی صوتی لہریں خارج کرتا ہے جو کہ انسان کے کان نہیں سن سکتے۔ جب یہ آواز اپنے ہدف سے ٹکرا کر واپس آتی ہے تو سکرین پر ہدف کی شکل بنا دیتی ہیں۔ مگر جا سوسی طیارے میں یہ نظام زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوا ہے۔

یہ واضح رہے کہ ڈرون کی کارکردگی دھند، تیز ہواؤں، بارِش اور بادلوں سے متاثر ہوتی ہے۔ خراب موسم میں جہاں جہاز کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، وہاں اس کے کیمروں کی دیکھنے کی صلاحیت بھی بہت حد تک کم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پہاڑی علاقوں اور بالخصوص جنگلات میں ڈرون کے لئے ہدف کو دیکھنے میں میدانی علاقوں کی نسبت دشواری ہوتی ہے۔

ہدف پر وار

جب ڈرون طیارہ ہدف کو شناخت کرلیتا ہے تو اپنے اور ہدف کے درمیان فاصلے کا تعین کرتا ہے۔ فاصلے کے تعین کے بعد ہوائی اڈے میں بیٹھا نشانہ باز بٹن دباتا ہے اور چار سے پانچ سیکنڈ کے عرصے میں میزائل اپنے ہدف پر لگ جاتا ہے۔ جبکہ ڈرون طیارے کے ذریعے ہدف کو پہچاننے اور اس پر میزائل داغنے میں چند منٹ صرف ہوتے ہیں۔ یہی وہ انتہائی

اہم مدت ہے جس میں مجاہدین کو خصوصی دفاعی تدابیر کرنی ہوں گی۔ ان کا ذکر ہم آگے تفصیل سے کریں گے، ان شاء اللہ۔

دشمن کا مجاہدین کے خلاف ڈرون طیارے کا استعمال

جاسوسی طیارے کو سمجھنے کے بعد ہم یہ دیکھیں گے کہ مجاہدین کے خلاف اس جنگ میں ڈرون کا کیا کردار ہے ؟ہماری ناقص رائے میں اس جنگ میں ڈرون طیارہ ایک فضائی سنائپر (نشانہ باز) کا کردار ادا کر رہا ہے۔ ڈرون میں اپنے ہدف کا پیچھا کرنے اور بڑی تعداد میں لوگوں کو مارنے کی صلاحیت اسے زمینی سنائپر پہ فوقیت دیتی ہے۔

جس طرح ہر سنائپر کو اپنا ہدف تلاش کرنے کے لیے ترصد کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح ہر ڈرون کو بھی ترصد کی ضرورت ہوتی ہے۔ ڈرون کے لیے اس ابتدائی ترصد کا کام زمینی جاسوس کرتے ہیں۔ ڈرون کا ہدف مجاہدین میں سے مطلوبہ افراد، گاڑیاں یا کوئی مرکز ہو سکتا ہے۔ ڈرون کو ہدف کی شناخت کروانے کے لیے زمینی جاسوس:

- ✓ سِم کارڈ (چِپ)
- ✓ لیزر
- ✓ یا الٹراوائلٹ پینٹ (بالائے بنفشہ روغن)

سے کام لیتا ہے۔ جب زمینی جاسوس ہدف کی نشاندہی کر دیتا ہے تو اس کا کام ختم ہو جاتا ہے اور ڈرون کی نشانہ باز ٹیم کا کام شروع ہو جاتا ہے۔

جس طرح زمینی سنائپر کو فائر کرنے کے لیے شِست (پوزیشن) بنانا ہوتی ہے اسی طرح ڈرون کو بھی فائر کرنے کے لیے ہدف سے ایک مخصوص زاویے پہ موجود ہونا ہوتا ہے۔ ڈرون اپنے ہدف کو ۴۵ درجے کے زاویے سے مارتا ہے۔ ہدف کے عین اوپر پرواز کرتے ہوئے اس کے لئے میزائل مارنا ممکن نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ یقینی بنانے کے لئے کہ ہدف بچ کر نہ جائے اور ہر لمحے کیمرے کی نگاہ میں رہے ایک سے زائد طیاروں کی مدد درکار ہوتی ہے۔ عموماً فائر کرنے والا طیارہ فائر کرتے ہوئے ہدف سے کافی فاصلے پہ ہوتا ہے، جبکہ کم از کم ایک طیارہ ہدف پر قریب سے نگاہ رکھنے کے لئے کافی نیچے آجاتا ہے۔

جاسوسی طیارہ سنائپر میں لگی دوربین کی جگہ اپنے ہدف کو رات اور دن میں مختلف کیمروں سے دیکھتا ہے جن کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔ جبکہ سنائپر کی دوربین کی طرح ہی ڈرون کے نشانے کا بھی ایک مرکزی نقطہ یا دائرہ ہوتا ہے۔ جو بھی اس مرکزی دائرے میں آجائے وہ ہدف بن جاتا ہے اور جو اس دائرے سے باہر ہو وہ بچ جاتا ہے۔

ڈرون حملے کے مراحل

اگر ہم ڈرون حملے کا جائزہ لیں تو ہم اس کو تین بڑے مراحل میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

- ✓ پہلا مرحلہ زمینی جاسوسی
- ✓ دوسرا مرحلہ فضائی ترصد اور اس کے بعد میزائل حملہ
- ✓ اور تیسرا مرحلہ ڈرون حملے کے بعد کا مرحلہ

ڈرون حملے کے خلاف دفاعی حکمتِ عملی کو ہر مرحلے کی دفاعی ضروریات کے تناظر میں بھی بیان کیا جا سکتا ہے اور اہداف کے دفاع کے تناظر میں بھی۔ ذیل میں ابتداءً پہلے مرحلے، یعنی زمینی جاسوسی کے مرحلے کا بیان ہے۔ پھر مختلف اہداف کے لئے دفاعی تدابیر کا تفصیلی جائزہ ہے جن کی ہر مرحلے میں ضرورت پڑتی ہے۔ اور اختتام میں آخری دو مراحل، یعنی ڈرون حملے اور اس کے بعد کے مرحلے کا بیان ہے۔

باب دوم: زمینی جاسوسی اور اس کا تدارک

ڈرون حملے کی شروعات ایک جاسوس کے بھرتی ہونے کے عمل سے ہوتی ہیں۔ جاسوس کا کام ہدف کو تلاش کر کے ڈرون طیارہ چلانے والے مجموعے کو اس کی شناخت کروانا ہے۔ ہدف کی شناخت ہو جانے کے بعد ڈرون طیارہ اس کا فضائی ترصد کرتا ہے اور ترصد مکمل ہو جانے کے بعد حملہ کر دیا جاتا ہے ۔ ابھی تک کے تجارب سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ڈرون حملے میں زمینی جاسوس کا کردار کلیدی حیثیت رکھتا ہے اور زمینی جاسوسی کی روک تھام بڑی حد تک ڈرون کے نظام کو مفلوج کرنے کا باعث بن سکتی ہے۔ جاسوس اسی معاشرے کا فرد ہوتا ہے نہ کہ باہر کا آدمی۔ اس لیے جاسوس بننے کا مرحلہ معاشرے سے ہی شروع ہوتا ہے۔ زمینی جاسوسی کے مسئلے کی مختلف معاشرتی، سیاسی اور عسکری جہتیں ہیں۔ اس مرحلے کو سمجھنے اور اس کی روک تھام کرنے کے لئے ہمیں مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تلاش کرنے ہیں:

- جاسوس بننے کے لئے کون لوگ تیار ہوتے ہیں؟ اور کیوں تیار ہو جاتے ہیں؟
- ان کی بھرتی اور تربیت کون کرتا ہے ؟ اور کن تربیتی مراحل سے گزرتا ہے؟
- تربیت کے بعد وہ کس انداز میں کام کرتے ہیں؟ اہداف کیسے تلاش کرتے ہیں ؟
- اس عمل کو روکنے کے لئے ہم نے کیا حکمتِ عملی بنائی ہے؟ کیا ہم اپنی حکمتِ عملی سے جاسوسی کا نظام توڑنے یا مجاہدین کا نقصان کم کرنے میں کامیاب رہے ہیں؟

ان سوالوں کے جواب تلاش کرنے کے لیے ہمارے پاس ایک اہم ذریعہ مجاہدین کے بعض مجموعات کی طرف سے جاسوسوں کے نشر کردہ اعترافی بیانات والی افلام ہیں۔ اس موضوع پر معلومات حاصل کرنے کا اس کے سوا کوئی ٹھوس ذریعہ ہمارے پاس نہیں موجود۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان افلام سے بھی اوپر دیے گئے سوالات کے جواب تلاش کرنے میں نہایت محدود حد تک ہی مدد ملتی ہے۔ جاسوسوں کی ایک بہت بڑی تعداد پکڑے جانے کے باوجود ہمارے پاس ان اساسی سوالات کے تسلی بخش جوابات نہیں موجود۔

ساتھ ہی ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ اگرچہ مجاہدین نے جاسوسوں کے خاتمے کے لئے بہت سی عسکری کارروائیاں کی ہیں اور جاسوسوں کی ایک کافی بڑی تعداد کو قتل بھی کیا، لیکن جاسوسی کا عمل پھر بھی تھمتا نظر نہیں آرہا۔یقیناً یہ ایک قابلِ تشویش امر ہے اور اس کی وجوہات جاننا ہمارے لئے لازم ہے۔ بلاشبہ مجاہدین کے جو مجموعات جاسوسوں کے خلاف کام کرنے میں مصروف ہیں وہ ان وجوہات کو زیادہ بہتر طور پہ بیان کرسکتے ہیں، لیکن ہماری ناقص رائے میں اس کی ایک اہم وجہ یک رخی حکمت عملی بھی ہے۔ یک رخی حکمت عملی سے ہماری مراد یہ ہے کہ ہم اس مسئلے کا حل خالصتاً عسکری طریقے سے تلاش کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں، حالانکہ یہ محض ایک عسکری مسئلہ نہیں بلکہ اس کے معاشرتی، سیاسی ودعوتی پہلو بھی ہیں؛ اور جب تک جاسوسی کے نظام کا مقابلہ ان سب سطحوں پر نہیں کیا جائے گا، اس مسئلے کا مکمل علاج ممکن نہیں۔ ہمیں اس مسئلے کو سمجھنے کے لئے زمینی جاسوسی کے مختلف ذیلی مراحل کا بغور جائزہ لینا ہو گا۔ جو کہ حسب ذیل ہیں:

- جاسوس بننے کا مرحلہ
- جاسوسوں کا منظم ہونا اور ہدف تلاش کرنا
- جاسوس کا ہدف پر سم رکھنا

جاسوس بننے کا مرحلہ

جاسوس بننے کے مرحلے میں ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جاسوسوں کو کون بھرتی کرتا ہے؟ کون لوگ جاسوس بنتے ہیں؟ جاسوسوں کی اقسام کتنی ہیں؟ جاسوس کیسے بنتا ہے؟ جاسوس کی تربیت کیسے کی جاتی ہے؟ اور جاسوس اپنا کام کیسے کرتا ہے؟ ہمارے پاس گو اس مرحلے کی نامکمل معلومات ہیں، مگر ان نامکمل معلومات میں سے بھی ہمیں جو کچھ مل سکا ہے ہم اس کو سپردِ قلم کرتے ہیں۔

جاسوسوں کو کون بھرتی کرتا ہے؟

پاکستان میں جاسوس طیارے کے حملے سی آئی اے کے خصوصی مشن کا حصہ ہیں۔ جاسوسوں کے اعترافی بیانات سے پتہ چلتا ہے کہ بیشتر جاسوس دراصل پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ نیز جاسوسوں کی ایک قلیل تعداد براہِ افغانستان سے سی آئی اے کی جانب سے بھی بھیجی جاتی ہے۔ پاکستانی فوج کی جانب سے بھیجے گئے جاسوس ہوں یا افغانستان سے آئے ہوئے جاسوس، دونوں ہی سی آئی اے کے منصوبے کے تحت کام کرتے ہیں۔ جاسوسی کا یہ جال پاکستان اور سی آئی اے کے تعاون سے بچھایا گیا ہے اور پاکستان کی خفیہ ایجنسیوں کا کردار اس نظام کو کامیابی سے چلانے میں غیر معمولی حیثیت رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ امریکی ایجنسیاں ہمارے خطے کی باریکیوں، قبائلی معاشرت، علاقائی نزاکتوں کو اس طرح سے نہیں سمجھتی ہیں جس طرح سے آئی ایس آئی ان امور کو سمجھتی ہے، اسی لئے یہ بات پورے اطمینان سے کہی جا سکتی ہے سے کہی جا سکتی ہے کہ زمینی جاسوسی کا نظام مقامی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کی معاونت کے بغیر چلنا قریباً ناممکن ہے۔ امریکی سی آئی اے کے افسران اور امریکہ کی اتحادی آئی ایس آئی کے افسر قبائلی علاقہ جات میں واقع بیشتر بڑے پاکستانی فوجی کیمپوں (مثلاً میر انشاہ کیمپ، وانا کیمپ) میں موجود ہیں۔ نیز سی آئی اے کے افسران افغانستان میں بھی امریکی فوجی اڈوں میں بیٹھے ہیں۔ پس جاسوسوں کا یہ نیٹ ورک سی آئی اے کی قیادت میں پاک افغان سرحد کے دونوں جانب موجود ان اڈوں سے چلایا جا رہا ہے۔

آئی ایس آئی بھی اس پورے عمل میں فرداً فرداً ایک ایک جاسوس سے رابطہ رکھنے کی بجائے اس کی کوشش کرتی ہے کہ انگریز کے پروردہ، حکومت سے وفادار قسم کے قبائلی سرداروں یا معاشرے میں کچھ نفوذ رکھنے والی شخصیات کو اپنے ساتھ ملایا جائے اور انہیں مختلف مراعات کی لالچ دے کر اس پر تیار کیا جائے کہ وہ اپنے قبیلے اور دائرۂ اثر میں شامل افراد کو جاسوس بننے پر آمادہ کریں۔ عموماً نچلی سطح کے جواسیس کا رابطہ راہِ راست فوج کے کیمپ سے نہیں ہوتا، بلکہ یہی بدبخت لوگ ان کے اور آئی ایس آئی کے درمیان واسطے کا کام کرتے ہیں۔

کون لوگ جاسوس بنتے ہیں؟

اب تک کے تجربات سے یہی معلوم ہوا ہے کہ ہدف کو ڈھونڈ کر اس کی شناخت کروانے والے جاسوس عموماً مقامی قبائلی یا افغانی ہوتے ہیں، کیونکہ باہر کے لوگوں کے لئے اس اجنبی قبائلی خطے میں جاسوسی کا کام کرنا کافی دشوار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ قبائل سے ملحق شہروں یا دیگر شہری علاقوں سے تعلق رکھنے والے افراد بھی بعض واقعات میں ملوث پائے گئے ہیں۔

جاسوسوں کی اقسام

جاسوسوں میں سب سے زیادہ کامیاب مقامی قبائلی جواسیس ہیں اور اس کے بعد افغانی جاسوس۔ تیسری قسم کے جاسوس وہ ہیں جو پاکستان کے بندوبستی (شہری) علاقوں سے تعلق رکھتے ہوں اور مجاہدین کے کسی نظم میں گھسنے میں کامیاب ہوگئے ہوں۔ نیز اس امکان کو بھی رد نہیں کیا جاسکتا کہ سی آئی اے یا دیگر بین الاقوامی ایجنسیاں بیرونِ ملک سے آنے والے مجاہدین میں اپنے افراد داخل کرنے کے لئے کوشاں ہوں، جیسا کہ انہوں نے بھائی ابو دجانہ خراسانی رحمہ اللہ کو اس مقصد کے لئے بھرتی کرنے کی کوشش کی تھی، مگر ربِ کریم نے انہی کی چال کو ان پر الٹ دیا۔

مقامی لوگوں کے جاسوس بننے کی مختلف وجوہات ہیں۔ زیادہ تر تعداد تو ان دنیا پرست منافقین کی ہے جو اول دن سے ہی مجاہدین کے نظریاتی مخالف تھے یا مجاہدین کی تحریک کے عروج کے سبب معاشرے میں ان کی وہ نمایاں حیثیت باقی نہیں بچی تھی جس کے وہ کبھی مالک ہوا کرتے تھے۔ یہ طبقہ پہلے تو مگر مجاہدین کے رعب سے دبا ہوا تھا مگر اب جب انہیں موقع ملا ہے تو یہ متحرک ہوگئے ہیں۔ نیز جاسوسوں میں بعض ایسے مقامی لوگ بھی شامل ہیں جو پہلے مجاہدین کے انصار تھے لیکن بعد میں لالچ یا کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے مجاہدین کے مخالف ہوگئے ہیں۔

پھر یہ جاسوس اپنے کام کے اعتبار سے بھی کئی قسم کے ہیں۔ کچھ تو صرف اہم معلومات پہنچانے والے جاسوس ہیں، یعنی جو یہ معلومات اکٹھی کرتے ہیں کہ مجاہدین میں سے کون لوگ ایسی کلیدی حیثیت رکھتے ہیں کہ انہیں نشانہ بنانا ضروری ہے۔ ان جاسوسوں کی تعداد کو شاید بہت محدود ہو لیکن ان کا کردار نہایت ہی اہم ہے۔ یہ جاسوس عموماً مجاہدین کی صفوں میں گھسے کسی ایسی جگہ بیٹھے ہوتے ہیں جہاں ان پر مناسب حد تک اعتماد کیا جارہا ہو اور اسی اعتماد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ مجاہدین کے بارے میں اندر کی معلومات تک رسائی حاصل کرپاتے ہیں۔ ان جاسوسوں کو تلاش کرنا عموماً بہت ہی دشوار ہوتا ہے کیونکہ یہ کوئی ایسا کام نہیں کر رہے ہوتے جس سے یہ مشکوک بنیں یا نگاہوں میں آجائیں۔ جاسوسوں کی یہ قسم ضروری نہیں کہ صرف مقامی قبائل سے تعلق رکھے بلکہ اس میں شہری علاقوں یا بیرونِ ملک سے آنے والے افراد بھی شامل ہوسکتے ہیں۔ دوسری جانب کچھ جاسوس اس نوعیت کے ہوتے ہیں کہ انہیں متعین شخصیات یا مراکز وغیرہ کو تلاش کرنے کا کام سونپا جاتا ہے اور وہ انہیں تلاش کرکے سم کارڈ وغیرہ کے ذریعے ڈرون طیارے کو ان کی شناخت کرواتے ہیں ۔ مجاہدین کے ہاتھوں پکڑے جانے والے جاسوسوں کی بڑی تعداد اسی قسم سے تعلق رکھتی ہے اور ان میں سے غالب اکثریت کا تعلق مقامی قبائل یا افغانستان سے ہوتا ہے۔ ان کو پکڑنا نسبتاً آسان اس لئے ہے کیونکہ سم کارڈ وغیرہ رکھنے کے عمل میں جاسوس کو ہدف کے قریب تک پہنچنا اور خطرہ مول لینا پڑتا ہے اور اس عمل کے دوران اکثر ہی ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں جو اس کا پول کھولنے کا باعث بن جاتی ہیں۔

جہاں تک افغانستان سے آنے والے جاسوسوں کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں ہماری معلومات محدود ہیں۔ یقیناً پیسے کی لالچ یہاں بھی ایک اہم عنصر ہو گا، لیکن اگر یہ جاسوس کسی خاص قوم سے آرہے ہیں تو ان سے جرگہ کیا جاسکتا ہے اور اس قوم کی معاشرتی ناکہ بندی بھی کی جاسکتی ہے۔ نیز افغان جاسوسوں کے خلاف افغانی مجاہدین کے تعاون سے بھی حکمتِ عملی بنائی جاسکتی ہے۔

جاسوسوں کی تربیت

جہاں تک ان افراد کی تربیت کا تعلق ہے تو وہ دو ذرائع سے ہو تی ہے۔ ایک پاکستانی ایجنسیاں دوسرا افغانستان میں سی۔آئی۔اے کے مراکز سے۔ ان کی تربیت میں انہیں کیا سکھایا جاتا ہے؟ کیا اہداف دیے جاتے ہیں؟ کیا احتیاطیں بتائیں جاتی ہیں؟ کس جگہ پر ان کی تربیت کی جاتی ہے؟ جب وہ آتے ہیں تو وہ اپنی نظم کیسے قائم کرتے ہیں؟ اس نظم کے آپس میں رابطے کیسے ہوتے ہیں؟ اس بارے میں ہمارے پاس بہت کم معلومات ہیں۔ اس لیے اس معاملے میں ہم کوئی رائے نہیں دے سکتے۔ جاسوسوں سے تفتیش کرنے والے ساتھیوں کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان کلیدی سوالات کے جواب حاصل کرنے کی کوشش کریں تاکہ انہیں سامنے رکھتے ہوئے ایک جامع حکمتِ عملی بنائی جا سکے۔

جاسوسی نظم اور ہدف کی تلاش کا مرحلہ

جاسوسوں کے اعترافی بیانات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جاسوسوں کو مختلف چھوٹے چھوٹے گروہوں کی صورت میں منظم کیا جا تا ہے۔ ہر گروہ کا اپنا علیحدہ کام ہوتا ہے۔ مثلاً بعض گروہ محض معلومات اکٹھی کرتے ہیں، بعض ہدف کی شناخت کرواتے ہیں اور بعض ڈرون حملے کے بعد نقصان کا تخمینہ لگاتے ہیں ۔

جاسوس بھرتی ہو جائے تو اس کا کام ہدف کی تلاش ہوتا ہے۔ جاسوس اپنا ہدف کیسے تلاش کرتا ہے؟ وہ کیسے اس کا پیچھا کرتا ہے؟ اس معاملے میں بھی معلومات کم ہیں۔ لیکن ایک اہم عنصر جو جاسوسوں کا کام آسان کرتا ہے وہ یہ ہے کہ قبائلی معاشرے میں خبریں بہت تیزی سے پھیلتی ہیں اور رازداری بالاصل قبائلی طبیعت سے متصادم ہے۔ شہری علاقے جہاں ساتھ والے گھر میں ہونے والی وفات کا علم بھی بعض اوقات شامیانے لگے دیکھ کر ہی ہوتا ہے، ان قبائلی علاقوں سے یکسر مختلف ہیں۔ قبائل میں تو ہر فرد دوسرے کی خیر خبر رکھتا ہے، گاؤں میں آنے والے ہر مہمان کے بارے میں معلومات لیتا ہے، ہر اجنبی گاڑی، ہر نئے چہرے کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ اگرچہ یہ سب فی نفسہ عمدہ معاشرتی عادات ہیں لیکن ان کا ایک ضمنی نقصان یہ ہے کہ دنیا کا مطلوب ترین شخص بھی اگر قبائلی علاقے کی کسی بستی میں داخل ہو تو اس کی وہاں موجودگی کی خبر چھپانا نہایت دشوار ہو جاتا ہے۔ پس قبائلی معاشرے کی اس ساخت کو اچھی طرح سمجھے بغیر

اپنے رازوں اور اپنے اہم افراد کی حفاظت کی حکمت عملی تشکیل دینا تقریباً نا ممکن ہے۔ ایسے قبائلی معاشروں کی نصرت سے جہاد کرنے والی تحریکات کو ایک یکسر مختلف طرز کی امنیاتی منصوبہ بندی کرنا ہو گی جو ان کے مخصوص حالات سے مناسبت رکھتی ہو۔

جاسوسوں کے اعترافات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جاسوس مجاہدین کی اعلی قیادت، درمیانہ درجے کی قیادت، تربیتی معسکرات، گاڑیوں اور مجاہدین کے ایسے مراکز کو ترجیحی اہداف سمجھتا ہے جہاں یا تو مجاہدین کی ایک معقول تعداد اکٹھی ہو یا وہاں مجاہدین کا کوئی اہم شعبہ کام کر رہا ہو، مثلاً بارود، الیکٹرانیات، اعلام وغیرہ۔ دوسری طرف تجربے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہدف کی نشاندہی میں جاسوس مجاہدین کی غلطیوں سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور اپنی صلاحیت سے کم۔ یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ پرانے اور معروف مراکز سب سے زیادہ ہدف بنتے ہیں اور نئے مراکز نسبتاً کم۔ مجاہدین کی گاڑیوں کو بھی نہایت کامیابی سے نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کی وجوہات میں ان گاڑیوں کا بازاروں میں یا مرمت کے لئے مستری کے پاس بغیر حفاظت کے کھڑے ہونا، گاڑی کو اکیلا چھوڑ دینا وغیرہ شامل ہو سکتی ہیں۔ البتہ گاڑیوں کا اتنی بڑی تعداد میں نشانہ بننا اس امر کا متقاضی ہے کہ ہم اس کے اسباب کی مزید تہہ تک جائیں۔

نیز ایک تشویشناک امر یہ بھی ہے کہ کم مواقع پر ہی مجاہدین جاسوس کو بھرتی کے بعد اس ابتدائی مرحلے میں ہی گرفتار کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ عموماً جاسوس کی نشاندہی ڈرون حملے کے بعد ہی ہو پاتی ہے اور تب تک جو نقصان ہونا ہوتا ہے وہ ہو چکا ہوتا ہے۔ اس لیے اس مرحلے کی کارکردگی کو بہتر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

ہدف کی شناخت کا مرحلہ

جاسوس اپنے ہدف کو قابل شناخت بنانے کے لیے سم، لیزر یا الٹرا وائلٹ (بالائے بنفشہ) پینٹ استعمال کرتا ہے۔ ان میں سے کون سا طریقہ کس ہدف کے خلاف زیادہ استعمال کیا جاتا ہے اور سم لگانے کے بعد ڈرون کے عملہ کو جاسوس کس طرح اطلاع دیتا ہے؟ اس کے بارے میں کوئی مفصل شواہد ہمارے پاس موجود نہیں ہیں۔ مگر جاسوسوں کے چند اعترافات کے مطالعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تاحال سب سے زیادہ استعمال سم کارڈ کا کیا جاتا ہے۔ ان اعترافات سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ بعض جاسوس جب سم لگانے کے لیے نکلتے ہیں تو پہلے مقامی علاقے کی دکان میں کچھ وقت گزارتے ہیں۔ دکاندار اس گروہ میں سے کسی نہ کسی کا جاننے والا ہوتا ہے۔

سم لگانے کا طریقہ بھی اعترافات میں مختلف بتایا گیا ہے۔ مرکز میں سم ڈالنے والا یا تو اس مرکز میں موجود مجاہدین کا اعتماد حاصل کر کے دیگر انصار کی طرح آرام سے اندر داخل ہوتا ہے اور مرکز کے کسی کھلے حصے میں سم رکھ دیتا ہے، ورنہ جاسوس رات کے وقت چھپ چھپ کر اس مرکز کے قریب آتا ہے اور اس کے بالکل نزدیک یا باہر کی دیوار

میں سم رکھ دیتا ہے یا پھر چھت پر سم پھینک دیتا ہے۔ بعض واقعات یہ بھی سامنے آیا ہے کہ جاسوس مقامی بچوں یا خواتین کو سم رکھنے کے لیے استعمال کرتے ہیں کیونکہ ان پر بالعموم کسی کو شک نہیں گزرتا۔

جاسوس گاڑیوں کی شناخت کس طرح کرتے ہیں؟ اس معاملے پہ بھی جاسوسوں کے اعترافات سے کوئی خاص روشنی نہیں پڑتی۔ جو باتیں زبان زد عام ہیں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ گاڑیاں یا تو بازاروں سے شناخت ہوتی ہیں یا راستے میں مجاہدین پاکستانی فوج کے جن کیمپوں کے نزدیک سے گزرتے ہیں وہاں سے شناخت کی جاتی ہیں۔ نیز مجاہدین نے کئی ایسے مستری بھی پکڑے ہیں جو مجاہدین کی گاڑیوں کو مرمت کرتے تھے لیکن انہیں دشمن نے پیسے دے کر خرید لیا اور انہوں نے ہی دورانِ مرمت گاڑی میں سم لگا دی یا اس پر پینٹ پھیر دیا۔ ایسے واقعات بھی ہوئے ہیں مجاہدین جس گودام میں یا جس مقامی فرد کے گھر پہ اپنی گاڑی کھڑی کرتے تھے اس کی وفاداری خرید لی گئی اور اسی نے سم رکھنے کا کام کیا۔ یہ اطلاعات بھی ہیں کہ مجاہدین کی گاڑی کو شناخت کروانے کے لئے جاسوسوں کی گاڑی اس گاڑی کا تعاقب کرتی ہے اور جاسوس سم کو اپنی گاڑی میں چالو کر لیتے ہیں۔ پھر سیٹلائیٹ فون کے ذریعے اپنے سے آگے یا پیچھے چلنے والی گاڑی کی شناخت کرواتے ہیں۔ ہدف کی شناخت کے لیے جاسوس سیٹلائیٹ فون اور پی ٹی سی ایل کا زمینی فون دونوں کا استعمال کرتے ہیں۔

خلاصۂ کلام

زمینی جاسوسی کے متعلق اب تک کے تجزیے سے ہم یہ نتیجہ بآسانی اخذ کر سکتے ہیں کہ جاسوسی کا یہ مرحلہ نہ صرف ایک عسکری مسئلہ ہے بلکہ دعوتی، سیاسی اور معاشرتی مسئلہ بھی ہے۔ اس لیے محض چند جاسوس پکڑ کر ان کو مار دینے سے یہ مسئلہ ختم نہیں ہو گا۔ زمینی جاسوس سے نمٹنے کے لیے ایک جامع دعوتی، سماجی اور عسکری حکمتِ عملی پر عمل کرنا ہو گا۔ دوسری طرف جاسوسی کا یہ مرحلہ ایک مسلسل جنگ ہے جو تمام مجاہدین کو ہر سطح پر لڑنی ہو گئی۔ دشمن اس طریقۂ جنگ کی فعالیت دیکھ چکا ہے اور وہ اس ہتھیار کو آرام سے ہرگز ترک نہیں کرے گا۔ آنے والے مہ و سال میں ہمیں دشمن کی جانب سے ڈرون طیاروں کے استعمال اور استخباراتی جنگ پر انحصار میں مزید اضافہ ہی دیکھنے کی توقع رکھنی چاہیے۔ اس تحریر کی تکمیل کے دوران ہی ہم نے ڈرون طیارے کے استعمال کو یمن، صومالیہ اور لیبیا کے محاذوں تک پھیلتا دیکھ لیا ہے۔ لہٰذا اس نئے طریقۂ جنگ سے کوئی ایک تنظیم یا کوئی مخصوص مجموعہ اکیلا نبرد آزما نہیں ہو سکتا۔ یہ جنگ ہم سب کو مل کر اللہ کی تائید و نصرت شاملِ حال لیتے ہوئے لڑنی ہو گی۔ یہ پوری امت کا مسئلہ ہے اور اس کا توڑ بھی ان شاء اللہ یہ امت مل کر ہی کرے گی۔ اس مسئلے کا توڑ ڈھونڈنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے ان اصولوں کو سمجھنا ہے جن پر عمل کر کے ہم زمینی جاسوسی کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر سطح پر موجود

مجاہدین کے ذمہ داران کو اپنی سطح کی ذمہ داری پوری سنجیدگی سے ادا کرنا ہو گی۔ تب ہی یہ جنگ جیتی جا سکتی ہے، باذن اللہ تعالیٰ۔

زمینی جاسوسی سے بچنے کے اصول

زمینی جاسوسی روکنے کے لئے مختلف سطحوں پر انتظامات کرنے ہوں گے۔ **پہلی سطح** ہر مجموعے کے داخلی انتظامات کی ہے جس پر تاحال ہر مجموعے نے اپنی سوچ کے مطابق ایک نظام تشکیل دیا ہے۔ **دوسری سطح** مختلف جہادی مجموعات کی مشترکہ سطح ہے جہاں سب مل بیٹھ کر مشترکہ انتظامات پر غور کریں۔ **تیسری سطح** جہادی مجموعات اور مجاہدین کے استخباراتی نظام کی باہمی شراکت کی سطح ہے۔ اور **چوتھی سطح** تمام مجاہدین اور مقامی آبادی کے اشتراک کی سطح ہے۔ ہماری نظر میں اس آخری سطح پر سب سے زیادہ توجہ دینی ہو گی۔ تمام کوششوں کا ہدف یہ ہونا چاہیے کہ جاسوس اول تو معاشرے میں وجود میں ہی نہ آئے اور آ گیا تو اپنے ہدف تک پہنچ نہ سکے۔ اور اگر جاسوس ہدف تک پہنچ گیا ہے اور ڈرون حملہ ہو گیا ہے تو کم از کم اس کے مجرم پکڑے جائیں۔

ہماری رائے میں مقامی جاسوسوں کے مسئلے کا حل عسکری سے زیادہ دعوتی اور سیاسی ہونا چاہیے۔ اس سے ہماری مراد یہ ہے کہ جب تک وزیرستان کے علماء اور قبائلی مشران (بڑوں) کی ایک معتد بہ تعداد مجاہدین کو اس آفت سے بچانے کے لئے کھڑی نہیں ہوتی اور معاشرہ مجاہدین کے دفاع کے لئے مزید فعال کردار نہیں کرتا اس مسئلے کا مکمل حل ممکن نہیں، واللہ اعلم۔ اس لیے مجاہدین کو چاہیے کہ اپنا ایک وفد بنا کر ان علماء اور مشران سے ملاقاتوں کے لیے نکلیں جو مجاہدین سے ہمدردی رکھتے ہیں اور انہیں جاسوسی کے خاتمے کی خاطر مجاہدین کے ساتھ کھڑے ہونے پر ابھاریں۔ اس عمل سے جاسوسوں پر قابو پانا آسان ہو جائے گا۔

یہ بات بھی مدِ نظر رہے کہ جاسوسوں کا پیدا ہونا انصار اور مہاجرین کے آپس کے تعلق میں کمزوری کی علامت بھی ہے اور مقامی طالبان اور عوام کے تعلق کی کمزوری کی علامت بھی۔ لہٰذا اس تعلق کو مزید مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے وزیرستان میں جہاد کو اہلِ وزیرستان کا اپنا مسئلہ ثابت کر کے یہاں ایک بھرپور عوامی جہادی تحریک برپا کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی اس مسئلے کا حقیقی اور دیرپا حل ہے۔ اگر مقامی آبادی خود اپنے اندر موجود جاسوسوں سے نمٹ لے اور مجاہدین کی تحریک کو پوری طرح اپنی تحریک بنا لے تو پھر زمینی جاسوسی کے نظام کی جڑ ہی کٹ جاتی ہے۔

اندرونی سطح پر ہر مجموعے کے مجاہدین کو ایسے انتظامات کرنے کی ضرورت ہے جن سے ان کے مراکز، ان کی قیادت اور گاڑیاں جاسوسوں کی نگاہوں میں نہ آ سکیں اور بالفرض جاسوس کی نگاہوں میں آ بھی جائیں تو وہ ان تک رسائی

حاصل کر کے سم وغیرہ نہ رکھ سکیں۔ مجاہدین اس مرحلے میں کافی احتیاط کرتے ہیں۔ مگر ابھی مزید احتیاط کی ضرورت ہے۔

یہ بات بھی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے کہ جاسوسوں کے ضرر سے مجاہدین کو بچانے کے لئے مجاہدین کو ایک علیحدہ خفیہ استخباراتی شعبے کی ضرورت ہے۔ الحمدللہ مجاہدین نے یہ شعبہ تشکیل دیا ہے اور اس شعبے نے جاسوسوں کے خلاف بہت سی کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں، مگر ہماری رائے میں اس کام میں بہتری کی مزید گنجائش ابھی باقی ہے۔

پہلا اصول: جاسوس کو جاسوس بننے سے روکنا

سب سے زیادہ کوشش اور توجہ اس بات پہ ہونی چاہیے کہ معاشرے میں جاسوس بننے کے عمل کو روکا جائے۔ مگر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے صرف جاسوس کی گرفتاری اور اس کا قتل کافی نہیں۔ جاسوس بننے سے روکنے کے لیے دعوتی، سیاسی اور عسکری تینوں شعبوں میں کام کرنا پڑے گا۔ ان تینوں شعبوں میں دعوت کا شعبہ سب سے زیادہ اہم ہے۔ دعوت کے بغیر کبھی بھی جاسوس تیار ہونے کی شرح میں کمی نہیں آسکتی۔ دعوت میں عصر حاضر کے جہاد کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔ اسے صلیبی صیہونی اتحاد سے امتِ مسلمہ پہ ہمہ گیر یلغار ثابت کرنا ہے۔ الولاء والبراء کے عقیدے کو واضح کرنا ہے۔ اس پوری دعوت کو مقامی آبادی کے مسائل سے جوڑ کر اور ان کی دینی و دنیوی فلاح کی واحد راہ کے طور پر پیش کرنا ہے۔ امریکہ اور اس کے عالمی و مقامی حواریوں کو خود اس آبادی کے دین، جان، مال کے لئے ایک حقیقی اور فوری خطرے کے طور پر دکھانا ہے۔ جاسوسی کے عمل کی شناعت و برائی اور اس کی شرعی سزا لوگوں پہ واضح کرنی ہے۔ اس سلسلے میں مقامی علماء کی مدد حاصل کرنا بہت اہم ہے۔ اس کے علاوہ دعوتی پمفلٹ اور افلام بھی مدد گار ثابت ہو سکتی ہیں۔

سیاسی سطح پر ہمیں معاشرے کے ہر طبقے کو اپنے ساتھ یوں لے کر چلنا ہے کہ معاشرہ خود مجاہدین کی مدد کرے اور خود جاسوسوں کے خلاف متحرک ہو۔ اس سلسلے میں مجاہدین اور عوام کے تعلق کو مضبوط کرنے کی طرف خاص توجہ دینی ہو گی۔ مہاجرین اور انصار کے تعلق کو مضبوط کرنا ہو گا۔ سیاسی طور پر ضروری ہے کہ معاشرے میں جاسوسوں کو مدد دینے والے خاندانوں کی ناکہ بندی بھی کی جائے اور ان کو جلاوطنی جیسی سزائیں بھی دی جائیں۔ مگر یہ تمام اقدامات اسی معاشرے کے علماء، مشران اور مقامی طالبان کے ذریعے سے ہونے چاہیے ہیں۔

دوسرا اصول: مجاہدین کے استخباراتی (خفیہ جانکاری) نظام کا قیام

مجاہدین کے استخباراتی شعبے کا قیام جاسوسی کے عمل کو روکنے کے لئے ایک نہایت اہم قدم ہے۔ وزیرستان کے تجربے سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ جن دیگر محاذوں پر ابھی ڈرون کا استعمال شروع نہیں ہوا انہیں ابھی ہی سے پیش بندی

کے طور پہ اس شعبے کو قائم کر لینا چاہیے۔ وزیرستان میں زمینی جاسوسی کے نظام کے پھیل جانے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس شعبے کے قیام میں کافی تاخیر ہوئی اور یہ شعبہ بنیادی طور پر پیش بندی کی بجائے رد عمل کے طور پہ سامنے آیا۔ اس وقت مجاہدین کی استخبارات کا شعبہ دو سطحوں پہ کام کرتا ہے۔ پہلی سطح ڈرون حملے سے پہلے پہلے جاسوسوں کی تلاش، گرفتاری اور حملے کو روکنے کی سطح ہے۔ جبکہ دوسری سطح ڈرون حملے کے بعد جاسوسوں کی تلاش، گرفتاری اور ان کو کیفرِ کردار تک پہنچانا ہے۔ جاسوسوں کی گرفتاری سے مستقبل کے ڈرون حملوں کا تدارک ممکن ہو سکا ہے۔ اس کا ثبوت ہمیں جاسوسوں کے اعترافات سے ملتا ہے۔ کئی جاسوس ایسے تھے جو ایک حملے میں مدد کرنے کے بعد یا تو اگلے حملے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے یا اس کے لیے روانہ ہوئے تھے کہ راستے میں پکڑے گئے۔ گویا مستقبل کے ڈرون حملوں کا تدارک ضرور ہوا ہے۔ لیکن ان کامیابیوں کے باوجود مجموعی طور پر نہ ڈرون حملوں میں خاطر خواہ کمی ہوئی ہے اور نہ ہی مجاہدین اور عوام کے نقصانات میں کمی ہوئی ہے۔ اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ وہی ہے کہ مجاہدین زمینی جاسوسی کے صرف عسکری پہلو پر توجہ دے رہے ہیں جبکہ دعوتی، سیاسی اور معاشرتی پہلوؤں پر خاطر خواہ کام نہیں ہوا۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ ہمارے پاس زمینی جاسوسی کے نظام کو سمجھنے کے لئے جتنی بھی معلومات موجود ہیں وہ سب کی سب جاسوسوں سے کی جانے والی تفتیش سے حاصل ہوئی ہیں۔ اگر جاسوس پکڑے نہ جاتے اور ان سے تفتیش کا عمل نہ ہوتا تو شاید ہم ابھی بھی ہوا میں تیر چلا رہے ہوتے۔ چنانچہ تفتیش کے عمل پر بھی خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے اور اس کام کے لئے نہایت فہیم ساتھیوں کو چننے کی ضرورت ہے جو نہ صرف جاسوسوں سے معلومات نکلوانے کا فن جانتے ہوں، بلکہ ایسی معلومات نکلوا سکیں جن کے ذریعے مقامی لوگوں کے جاسوس بننے کے عمل کو، ان کے محرکات کو، جاسوسی کے پورے نظام کو، اس نظام کے باہمی رابطوں کے طریقہ کار کو، اس نظام کے سرغنہ افراد وغیرہ کو جاننا، سمجھنا ممکن ہو سکے۔

تیسرا اصول: "کاؤنٹر انٹیلی جنس" کی حکمتِ عملی پر عمل

زمینی جاسوسوں کے منظم ہونے کے مرحلہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مجاہدین کی استخبارات کا شعبہ ڈال سکتا ہے۔ مجاہدین کا استخباراتی نظام ایسا ہونا چاہیے کہ وہ نہ صرف اپنے دفاع کے لئے جاسوسوں کی معلومات اکٹھی کریں، بلکہ آگے بڑھ کر جاسوسی کے نظام پر اقدامی استخباراتی جنگ بھی مسلط کر دیں۔ اس کو عسکری زبان میں کاؤنٹر انٹیلی جنس (counter-intelligence) یا "جوابی استخباراتی جنگ" کہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انہیں ہر علاقے میں اپنا نظام بنانا ہو گا، جاسوسوں کے جال میں اپنے بندے داخل کرنے ہوں گے، پکڑے گئے جاسوسوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنا ہو گا، بازار اور دیہاتوں میں مشکوک عناصر پر نظر رکھنی ہو گی، علاقے کے نیک عناصر کے ساتھ مضبوط تعلقات استوار کرنے ہوں گے اور اس کے علاوہ دیگر حربے استعمال کرتے ہوئے جاسوسوں کو منظم ہونے سے روکنا ہو گا اور ان کے نیٹ ورک کو توڑنا ہو گا۔

چوتھا اصول: جاسوس کو ہدف تک پہنچنے سے روکنا

یہ مرحلہ مجاہدین کے مجموعات اور ان کے استخباراتی شعبے کی مشترکہ کوششوں سے ہی رک سکتا ہے۔ ایک طرف تو استخبارات کے شعبے کو اپنی تمام تر توجہ جاسوسوں کو ڈرون حملے سے پہلے پکڑنے پر دینا ہو گی۔ دوسری طرف مجاہدین کو بھی اپنی گاڑیوں اور مراکز کے لئے حفاظتی اقدامات کو بہتر بنانا ہو گا تاکہ نہ تو جاسوسوں کے لئے انہیں پہچاننا اور عام آبادی سے ممتاز کرنا ممکن ہو، نہ ہی پہچان لینے کی صورت میں ان تک پہنچ کر سم کارڈ وغیرہ رکھنا آسان ہو۔

پانچواں اصول: معلومات کو ڈرون کے عملے تک پہنچنے سے روکنا

زمینی جاسوسی کے ہر مرحلے میں جاسوسی کے خلاف کام ہوا ہے، مگر جس مرحلے میں کوئی کام نہیں ہوا وہ جاسوس کے سم رکھنے کے بعد سیٹلائیٹ فون یا عام فون پر ڈرون چلانے والے مجموعے کو اطلاع دینے کا مرحلہ ہے۔ اس مرحلے کے بارے میں ہماری معلومات نہایت محدود ہیں اور اس کمی کو پورا کرنا جاسوسوں سے تفتیش کرنے والے بھائیوں کا کام ہے۔ یہ معلومات میسر ہوں تو ہماری کوشش ہونی چاہیے کہ جاسوس اپنے شناخت کردہ ہدف کے بارے میں اطلاع ڈرون طیارہ چلانے والے مجموعے تک نہ پہنچا پائے یا کسی طرح ان تک غلط اطلاع پہنچا کر انہیں دھوکے میں ڈالا جا سکے۔ اس مرحلے میں جاسوس کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی کرنا یقیناً مشکل ہے، لیکن ناممکن نہیں۔ عام فون کی نگرانی کے لئے مقامی پی ٹی سی ایل کا عملہ مدد کر سکتا ہے۔ دوسرا یہ ہو سکتا ہے کہ ہر علاقے میں سیٹلائیٹ فون رکھنے والوں کے متعلق معلومات حاصل کی جائیں۔

چھٹا اصول: ڈرون حملے میں شریک جاسوسوں کو پکڑنا

ڈرون حملے کے بعد یہ ضروری ہے کہ اس حملے کے زمینی جاسوس کو عبرت کا نشان بنایا جائے۔ مجاہدین نے اس مرحلے میں خاطر خواہ کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں۔ مگر یہ مرحلہ بھی مجموعوں کے امراء، مقامی طالبان، قبائلی عمائدین اور استخباراتی شعبے کے درمیان مشترکہ تعاون سے مزید بہتر انداز میں طے ہو سکتا ہے۔ نیز اس مرحلے کا توڑ کرتے ہوئے یہ امر ضرور ملحوظ رکھا جائے کہ مجاہدین کے ہاتھوں کسی ایسے شخص کا خون نہ بہنے پائے جسے جاسوس ثابت کرنے کے لئے مطلوبہ شرعی پیمانے کے شواہد موجود نہ ہوں۔ ایسا کوئی بھی قدم اللہ کی ناراضگی اور کام میں سے برکت اٹھ جانے کا باعث ہو گا۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ملحوظ رکھا جائے کہ اصل مقصود جاسوسی کی وباء کا خاتمہ ہے۔ یہ ہدف کبھی جاسوس کو قتل کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور کبھی اسے توبہ کا موقع دے کر چھوڑ دینے سے۔ پس ایک تو یہ نازک معاملات نچلی سطح کے افراد کے ہاتھ میں نہ چھوڑے جائیں، بلکہ جاسوس کو قتل کئے جانے کا فیصلہ مجاہدین کے کسی ذمہ دار فرد کے ہاتھ میں ہو جو ایک طرف دین کا علم رکھتا ہو تو دوسری طرف مقامی سیاست کا فہم بھی تاکہ ہر فیصلہ کرتے ہوئے

مقامی آبادی پر اس کے سیاسی اثرات کو بھی ملحوظ رکھ سکے۔ ایسا تاثر عام ہو جانا مجاہدین کے لئے زہرِ قاتل ہو سکتا ہے کہ وہ خون بہانے کے معاملے میں احتیاط نہیں کرتے۔ یاد رکھیے کہ اللہ کی تائید کے بعد مقامی انصار اور عام مسلمانوں کی نصرت ہی سے جاسوسوں کا مقابلہ ممکن ہے، لہٰذا ہر ایسے قدم سے حتی الوسع گریز کرنا چاہیے جس سے عام آبادی اور مجاہدین کے مابین فاصلے پیدا ہوں۔

باب سوم: ڈرون کے اہداف اور ان اہداف کا دفاع

اوپر ہم نے ڈرون حملے پر عمومی بحث کی ہے اور اس سے بچاؤ کے بنیادی اصولوں کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس باب میں ہم دیکھیں گے کہ ان اصولوں کی عملی تطبیق کس طرح کی جا سکتی ہے۔اس کی خاطر ہم ایک ایک کر کے ان اہم اہداف کے دفاع کی تدابیر تجویز کریں گے جنہیں ڈرون طیارہ بالعموم نشانہ بناتا ہے۔

مراکز کا دفاع

ڈرون حملوں سے اپنے مراکز کے دفاع کے بارے میں سوچنا ہر مجموعے اور ہر مرکز کے امیر کی بنیادی شرعی ذمہ داری ہے۔ چونکہ ہر مجموعہ اپنے مخصوص حالات، مصروفیات، افرادی قوت، علاقے کے اعتبار سے اپنے مراکز تعمیر کرتا ہے اس لئے یقیناً مراکز کا دفاع کرنے کے لئے بھی سو فیصد یکساں اصول نہیں ہو سکتے۔ البتہ کوشش ہو گی کہ ہم یہاں مراکز کے دفاع سے متعلق کچھ عمومی باتیں بیان کر دیں جو تمام مجموعات کو کچھ نہ کچھ نفع دیں۔

مجاہدین اپنے مراکز کو بالعموم تربیت، رہائش یا ملاقاتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ مجموعات کے امراء کی ذمہ داری ہے کہ وہ مراکز میں موجود ساتھیوں کی رہائش، کھانے پینے کے انتظامات، بازار سے ضروری اشیاء کی فراہمی، نقل و حرکت کے انتظامات کا بغور جائزہ لے کر ان سب امور کو محفوظ انداز سے انجام دینے کے لئے اصول وضوابط طے کرے۔ زمینی جاسوسی سے حفاظت کے لیے یہ سب کام منظم طریقے سے کرنا اور امنیات کو ہر دوسری آسانی وراحت پر مقدم رکھنا ضروری ہے۔ ساتھیوں کی جان کی حفاظت ان کے آرام کی حفاظت سے زیادہ اہم ہے۔ لٰہذا ان کے مراکز کو محفوظ بنانے کے لئے کچھ سخت ضوابط بھی مقرر کرنا پڑیں جو کہ تنگی کا باعث ہوں تو ایسا کرنے سے ہر گز نہ چوکا جائے۔ یاد رکھیے کہ امیر کی لاپرواہی سے ہونے والی ہر شہادت پر قیامت کے دن باز پرس ہو گی!

مجموعے کے امیر کو چاہیے کہ وہ مراکز کے ذمہ داران کی اس حوالے سے تربیت کرے۔ اور ساتھ ساتھ ڈرون کے بارے میں آگاہی اور اس کے حملے سے بچاؤ کی تربیت مجاہدین کے بنیادی نصاب میں شامل کرے۔ یہاں ہم ایک اہم نقطہ دہرانا چاہتے ہیں۔ زمینی جاسوسی سے بچاؤ ایک علیحدہ مرحلہ ہے، جبکہ ڈرون حملے کی صورت میں کیا کرنا ہے، یہ علیحدہ تربیت مانگتا ہے۔ ڈرون حملے کے وقت تحفظ کی تدابیر ہم ان شاء اللہ آگے ذکر کریں گے۔ یہاں ہم زمینی جاسوس سے بچنے کی تدابیر کا ذکر کر رہے ہیں۔

جاسوس سے بچنے کا سب سے پہلا اصول یہ ہے کہ اس کی نظروں میں نہ آیا جائے۔زمینی جاسوسی سے بچنے کے لئے عموماً مجاہدین احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ یہاں ہم جاسوس کی نظروں سے اوجھل رہنے کے لیے کچھ بنیادی احتیاطیں ذکر کرتے ہیں۔

رازداری اور زباں بندی پر زور

تجربات سے یہ بات ثابت ہے کہ وزیرستان میں مقیم مقامی و غیر مقامی مجاہدین کے یہاں رازداری اور زباں بندی کا مزاج تقریباً مفقود ہے۔ شاید اس کا ایک سبب یہ ہو کہ سالہا سال ایک کھلی آزاد قبائلی فضا میں رہنے کے سبب راز کو راز رکھنے کا وہ مزاج جو شہری علاقوں میں اور شدید دباؤ تلے کام کرنے والے ساتھیوں میں پایا جاتا ہے، یہاں پروان نہ چڑھ سکا؛ اور اب جبکہ حالات کی سنگینی کے پیشِ نظر زباں بندی کا اہتمام شدت سے ہونا چاہیے، مجاہدین کو اپنی عادات بدلنے میں بحیثیتِ مجموعی بہت دشواری ہو رہی ہے۔ یہ ہماری عسکری و دینی تربیت کا ایک اہم نقص ہے جس کی طرف توجہ دینے اور جس پر سختی کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ بیشتر راز دشمن تک ہماری اپنی بے احتیاطیوں کے سبب ہی پہنچتے ہیں اور اہم سے اہم خبر بھی دوسرے تیسرے روز مقامی بازاروں تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔ اگر اس کلچر کی جلد اصلاح نہ کی گئی تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم خود ہی جاسوسوں کا کام آسان کر رہے ہیں اور ان کی بالواسطہ معاونت کے مرتکب ہیں، واللہ المستعان۔

غیروں سے قبل اپنوں سے بات چھپانے کا اہتمام

یہ بات بھی اب تجربات کی روشنی میں بالکل واضح ہے کہ جیسے جیسے کوئی جہادی تحریک آگے بڑھتی اور پھیلتی ہے، اس کی تربیت کی سطح میں کچھ نہ کچھ کمزوری ضرور آتی ہے۔ ایسے میں صرف وہی بات صیغۂ راز میں رہ پاتی ہے جو اپنے قریبی افراد سے بھی چھپا کر رکھی جائے۔ کوشش یہی ہونی چاہیے کہ کسی بھی غیر متعلقہ فرد سے خواہ وہ کتنا ہی قابلِ اعتماد کیوں نہ ہو مجاہدین کے اہم مراکز، ان کے ذمہ داران کی رہائش گاہوں، ان کی نقل و حرکت وغیرہ سمیت تمام اہم امور کی معلومات چھپا کر رکھی جائیں۔ بصورتِ دیگر بشری کمزوری کے تحت کسی نہ کسی قریبی فرد سے بات آگے نکل جاتی ہے اور گھومتے گھومتے کسی دشمن تک بھی وہ معلومات بالآخر پہنچ جاتی ہیں۔

محفوظ علاقے کا انتخاب

مرکز کو خفیہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ محفوظ جگہیں چنی جائیں۔ گو کہ قبائلی پٹی کا کوئی بھی علاقہ مکمل طور پہ محفوظ نہیں کہا جا سکتا مگر پہاڑی، دور دراز اور دشوار گزار علاقے میدانی علاقوں کی نسبت زیادہ محفوظ ہیں۔ پھر پہاڑی علاقوں میں بھی ایسی جگہیں چننا بہتر ہے جہاں تک جاسوس کی رسائی سہل نہ ہو، مثلاً رستے سے ذرا ہٹ کر ایسی جگہ چننا

جہاں تک آنے والا ہر اجنبی آدمی دور سے پہچانا جائے، یا جہاں مقامی آبادی خود پہرے دیتی ہو، یا جہاں کے قبیلے کی شہرت جاسوسی میں ملوث نہ ہونے کے اعتبار سے اچھی ہو، وغیرہ۔

ایک جگہ زیادہ ساتھی اکٹھا کرنے سے گریز

محفوظ سے محفوظ علاقے میں بھی زیادہ ساتھیوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے سے گریز کیا جائے۔ عموماً ایک مرکز میں تین سے پانچ ساتھی ہی ہونے چاہیے ہیں اور مرکز کے ارد گرد موجود آبادی پر یہ تعداد اس سے بھی کم ظاہر ہونی چاہیے۔ تاحال یہی دیکھا گیا ہے کہ ڈرون کا استعمال اندھا دھند مجاہدین کے ہر مرکز کے خلاف نہیں کیا گیا، بلکہ ترجیحاً ان کی قیادت کو، یا ان کے اہم شعبہ جات کو یا ان کے معسکرات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عام ساتھیوں کے مراکز پر عموماً تبھی ڈرون حملہ ہوا ہے جب جاسوسوں کو وہاں آٹھ دس یا اس سے بھی زائد تعداد میں ساتھیوں کی موجودگی کی اطلاع ملی ہے، واللہ اعلم۔ اس حوالے سے یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ کئی بار ایسا ہوا ہے کہ بالاصل ایک مرکز میں مجاہدین کی قلیل تعداد ہی موجود رہتی تھی، لیکن کسی خاص موقع پر تھوڑی دیر آرام کرنے، نماز پڑھنے یا کھانا کھانے کے لئے باہر سے کچھ مزید ساتھی اس مرکز میں آگئے اور ڈرون نے انہی لمحات میں مرکز کو نشانہ بنایا، لہٰذا کوشش ہونی چاہیے کہ ڈرون کی فضا میں موجودگی کی صورت میں تھوڑی سی دیر کے لئے بھی ایک مقام پر ساتھیوں کی زیادہ تعداد اکٹھی نہ ہونے دی جائے۔

مرکز کے امنیاتی اصول وضوابط کی کڑی پابندی

اس ضمن میں اہم اصول مندرجہ ذیل ہیں:

- پہرے کا نظام مرتب کرنا۔ کوشش تو یہی ہونی چاہیے کہ چوبیس گھنٹے پہرے کا اہتمام کیا جائے، لیکن اگر دن کو کسی وجہ سے پہرہ دینا ممکن نہیں تو کم از کم رات کے اوقات میں اس کا اہتمام ضرور ہو۔ نیز یہ اہتمام بھی ہو سکے تو بہتر ہے کہ پہریدار خود بھی ایسی جگہ پہرہ دے جہاں سے جاسوس اور ڈرون طیارے دونوں کے لئے اسے دیکھنا ممکن نہ ہو، ورنہ کسی جگہ پہرے کی علانیہ موجودگی خود اس بات کا اظہار ہوتی ہے کہ یہاں کوئی اہم ہدف ہے۔
- فجر اور عشاء پر باقاعدگی سے، اور ڈرون کی فضا میں معمول سے زیادہ گردش کی صورت میں بھی نائٹ ویژن کیمرے کی مدد سے مرکز کی تلاشی۔ مرکز کی چھت، صحن، بیرونی دیواریں اور اطراف کا کیمرے کی مدد سے جائزہ لینا سِم کی نشاندہی کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔
- مرکز کی شکل وصورت اور اس کے معمولات کو اس انداز سے مرتب کرنا کہ مقامی آبادی کو اولاً تو وہاں مجاہدین کے مرکز کی موجودگی کا احساس نہ ہو اور وہ اسے عام آبادی ہی کا ایک گھر سمجھیں۔ اور اگر

انہیں یہ معلوم ہو بھی جائے کہ یہاں مجاہدین مقیم ہیں تب بھی ان کے پاس اس حوالے سے کم سے کم معلومات ہوں۔ یعنی وہ وہاں موجود افراد کی تعداد، ان کے تعارف اور ان کی مصروفیات وغیرہ سے واقف نہ ہونے پائیں۔ صرف عام آبادی ہی نہیں بلکہ ان معلومات کو مرکز سے غیر متعلقہ ساتھیوں اور قریبی انصار سے بھی حتی الامکان خفیہ رکھا جائے۔ اس کی بہترین صورت یہی ہے کہ اڑوس پڑوس سے معاملات کرنے اور بازار سے سودا سلف وغیرہ لانے کے لئے کوئی غیر معروف ساتھی اپنے اہلِ خانہ سمیت سامنے رہے اور دیگر ساتھی گھر کے پچھلے حصے میں اس فیملی کی اوٹ میں رہیں۔ یوں عام لوگ یہی سمجھیں گے کہ یہاں کوئی عام مجاہد اپنے اہل و عیال سمیت رہتا ہے اور کوئی اس مرکز کی سمت متوجہ نہ ہو گا۔

- غیر ضروری آمد و رفت کا خاتمہ اور آمد و رفت کے لیے ایسے اوقات کا چناؤ جب مقامی افراد کے دیکھنے کا امکان کم سے کم ہو۔ البتہ کوئی ایک ساتھی ایسا متعین کر لیا جائے جو دن کے اوقات میں بھی باہر نکلا کرے تاکہ ارد گرد موجود افراد کو یہ احساس نہ ہو کہ یہاں مقیم افراد امنیت کا خاص خیال رکھ رہے ہیں۔ یاد رکھیے! امنیت کا فائدہ تبھی ہے جب کسی کو محسوس بھی نہ ہو کہ امنیت کا اہتمام کیا جا رہا ہے، ورنہ تو ایسی جگہ اور زیادہ مشکوک ہو جاتی ہے۔
- بازار سے آنے والی گاڑی کو مرکز تک نہ لانا اور عموماً اپنی گاڑیوں کے لیے مراکز سے دور محفوظ جگہ کا انتظام کرنا۔ قریب لانے کی ضرورت پڑے تو پہلے نائٹ ویژن کیمرے سے اس کا جائزہ لیا جائے۔ کئی بار ایسا ہوا ہے کہ کسی مرکز پر جاسوسوں کی نگاہ نہیں تھی لیکن کسی ایسی گاڑی کے وہاں آنے کے سبب جس میں سم وغیرہ لگی ہو، وہ مرکز بھی نشانہ بن گیا۔
- ڈرون کی موجودگی میں کھلے آسمان تلے نہ نکلنا۔ اگر بہت مجبوری ہو تو ایک وقت میں ایک سے زائد شخص باہر نہ نکلے۔ اسی طرح مراکز کے کمروں، بیت الخلا اور دیگر مختلف حصوں کے درمیان راستوں پہ چھت بنائی جائے تاکہ مرکز کے اندر کی تمام تر نقل و حرکت ڈرون سے پوشیدہ رہے۔ یوں ڈرون کے پائلٹ کو یہ فیصلہ کرنے میں شدید دشواری ہو گی کہ اس وقت اس گھر میں بعینہ کتنے افراد موجود ہیں اور گھر کے کس حصے میں ہیں اور یہ دشواری بالآخر فائر کرنے یا نہ کرنے کے فیصلے پہ اثر انداز ہو گی۔
- ڈرون کو رات کے وقت اِنفرا ریڈ کیمرہ سے کسی قسم کی بھی روشنی نہایت نمایاں دکھائی دیتی ہے اس لئے رات کے وقت روشنی کے استعمال میں احتیاط کی جائے۔ کوشش کی جائے کہ کمروں کی روشنی باہر نہ نکلے جس کے لئے کھڑکیوں اور دروازوں پر گہرے رنگ کے کپڑے استعمال کیے جائیں۔ دستی روشنی (ٹارچ) کو کم سے کم استعمال کیا جائے۔ دور دراز پہاڑی علاقوں اور جنگلات میں اس کا اہتمام بہت ضروری ہے۔ محاذ پہ

موجود مراکز میں اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ مغرب کے بعد کھلے آسمان تلے آگ نہ جلائی جائے۔ کھانا پکانے کا کام مغرب سے پہلے نمٹا لیا جائے۔

جاسوس کو دھوکا دینا

مرکز کو زمینی جاسوس کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے علاوہ زمینی جاسوس کو دھوکا بھی دیا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ مرکز میں آنے جانے کے راستے کے لیے مرکز سے الگ کمرہ یا گھر ہو جو مرکز سے زیرِ زمین راستے کے ذریعے مربوط ہو۔ خود مرکز میں مجاہدین اپنی موجودگی کو جتنا چھپا سکتے ہوں چھپائیں۔

مراکز کے نزدیک پناہ گاہوں کی تعمیر

جہاں ڈرون حملے کے قوی امکانات ہوں وہ جگہ جلد از جلد مگر کم سے کم ہلچل مچاتے ہوئے چھوڑ دینی چاہیے۔ اگر مجاہدین مرکز میں ہوں اور ڈرون حملے کا خطرہ محسوس ہو تو انہیں چاہیے کہ مرکز کے مرکزی کمرے یا مرکزی دروازے سے باہر نہ نکلیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ متبادل زیرِ زمین راستے بنائے جائیں جن کے ذریعے ڈرون کی نگاہوں سے بچتے ہوئے مجاہدین بحفاظت اپنے مرکز سے عارضی یا مستقل پناہ گاہوں تک منتقل ہو سکیں۔ مرکز کے امیر کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی بھی مرکز کو تعمیر کرتے وقت ہی قریب ایک پناہ گاہ اور اس تک پہنچنے کا خفیہ رستہ بھی تعمیر کرے۔ یہ پناہ گاہ مرکز سے چند گز سے چند سو گز تک دور ہو سکتی ہے۔ یہ بات ضروری ہے کہ مجاہدین خطرے کی بو سونگھتے ہی کم سے کم وقت میں پناہ گاہ تک پہنچ سکیں، مگر یہ جگہ اتنی قریب نہ ہو کہ میزائل حملے کے دھماکے کی شدت سے اس کے متاثر ہونے کا امکان ہو۔ نیز اس بات کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے کہ اس پناہ گاہ میں زندہ رہنے کے لئے ہوا، پانی اور کھانے کا کم از کم انتظام ہر وقت میسر ہو۔
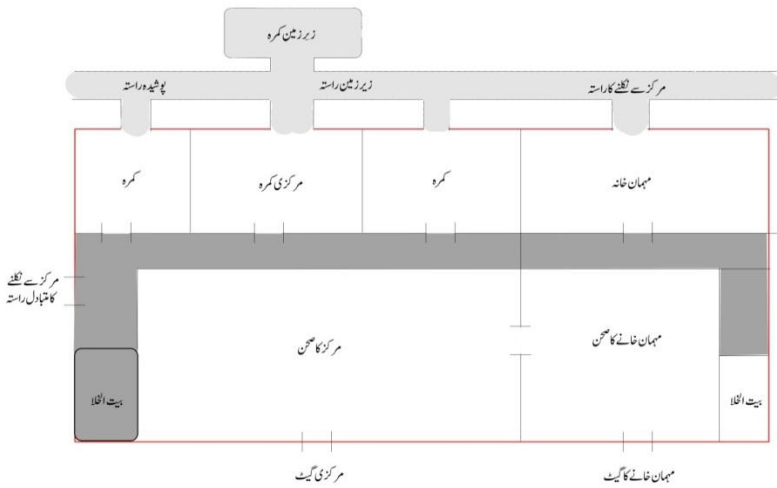
زمین کے اوپر پوشیدہ متبادل رستہ

ایسے مرکز جہاں مجاہدین کے پاس یا تو افرادی قوت کم ہو جس کے سبب ان کے لئے کھدائی کا اہتمام مشکل ہو یا کسی شہری علاقے میں جہاں کھدائی ممکن نہ ہو، لکڑی کے فریم اور کپڑے کی مدد سے زمین کے اوپر ہی ایک ایسا متبادل پوشیدہ نظام بنایا جاسکتا ہے جو کہ مجاہدین کو ڈرون کی نظروں سے غائب کر کے محفوظ پناہ گاہ کی طرف لے جائے۔ مگر اس کے لیے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ راستہ بالکل پوشیدہ (کیموفلاج) ہو، یعنی ایسا کپڑا استعمال کیا جائے جو جسم کی گرمائش کو روکتا ہو تاکہ ڈرون رات کے اوقات میں بھی ساتھیوں کی نقل و حرکت نہ دیکھ سکے۔ اوپر دی گئی تصویر میں "مرکز سے نکلنے کے متبادل رستے" کے عنوان سے اسی تصور کو واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ آمد و رفت کے عمومی دروازے چھوڑ کر ڈرون کی نگاہ سے بچتے ہوئے مرکز سے دور ہو جایا جائے۔

مراکز کے اندر خندقوں / زیرِ زمین کمروں کی تعمیر

زمانہ ءقدیم سے ہی خندق بنانا دفاع کا سب سے اہم اصول ہے۔ غزوۂ احزاب میں دفاع کی خاطر خندقیں کھودی گئیں ۔ ہجرت کے دوران ہمارے نبی ﷺ نے غار ثور میں پناہ لی۔ جنگِ احد میں بھی آپ ﷺ نے غار میں پناہ لی تھی۔ ڈرون حملے میں سب سے مؤثر دفاع خندق ہی ہے۔ یہاں پر دو مسئلے مجاہدین کے سامنے درپیش ہیں۔ ایک یہ کہ خندقیں کس قسم کی ہو اور دوسرا یہ کہ ان کا نقشہ کیا ہو۔

یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ خندق مختلف مقاصد کے لئے بنائی جاتی ہے۔ اگر دشمن کو روکنے کے لئے خندق بنائی جائے گی تو خندق کی چوڑائی اور لمبائی کو اہمیت حاصل ہو گی اور اگر فضائی بمباری یا مارٹر سے بچنے کے لیے خندق

بنائی جائے گی تو اس کی گہرائی اور مضبوطی کو اہمیت حاصل ہو گی۔ مگر ڈرون چونکہ ایک سنائپر کے اصول پہ کام کرتا ہے اس لیے یہاں اصل مقصد ڈرون کا نشانہ خطا کرنا ہے۔ لہذا ہمیں خندق کی چوڑائی، گہرائی اور مضبوطی کے ساتھ ساتھ ایسی خندق درکار ہے جو ہمیں ڈرون کی نگاہ سے غائب کر کے اس کے اصل نشانے سے کچھ دور لے جائے۔ البتہ خندق اتنی مضبوط اور گہری ضرور ہونی چاہیے کہ میزائل کے دھماکے کی شدت کو برداشت کر سکے اور دھماکے کی موج سے گر نہ جائے۔ لہذا یہ خندق ڈرون کے ہدف سے جتنا دور لے کے جائے گی اتنی ہی محفوظ سمجھی جائے گی۔

یہاں ہم ایک ایسے مرکز کا خاکہ پیش کریں گے جس میں یہ سہولت ہو کہ مجاہدین ڈرون حملے کی صورت میں دن اور رات کو ڈرون کی نظروں میں آئے بغیر مرکزی کمرے سے دور بکھر کر وقت گزار سکیں، ان کے روز مرہ کے کام بھی جاری رہیں اور ضرورت پڑنے پہ مختلف سمتوں سے مرکز سے باہر نکل سکیں۔

اس مرکز کے دفاعی نظام کو ہمیں شہد کی مکھی کے چھتے کی طرز پہ بنانا ہو گا۔ اگر ہم شہد کی مکھی کے چھتے کا مشاہدہ کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ یہ چھتہ چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ذیل میں ہم نے مرکز کا مجوزہ نقشہ پیش کیا جس میں گاڑی کا راستہ اور رہائش کے راستے ایک دوسرے سے علیحدہ دکھائے گئے ہیں۔ گاڑی کا راستہ تین چار سمتوں سے اس طرح کھلا ہے کہ گاڑی ایک طرف سے داخل ہو تو دوسری طرف سے نکل سکتی ہے اور گاڑی رہائشی علاقے سے دور رہے گی۔ اس طرح رہائشی علاقے کو ایک دوسرے سے علیحدہ دکھایا گیا ہے۔ رہائشی علاقہ خندقوں کے ذریعے ایک دوسرے سے منسلک ہے۔ یہ سارا نظام اوپر سے بند ہے اس لیے ڈرون کی نظروں سے اوجھل ہے۔
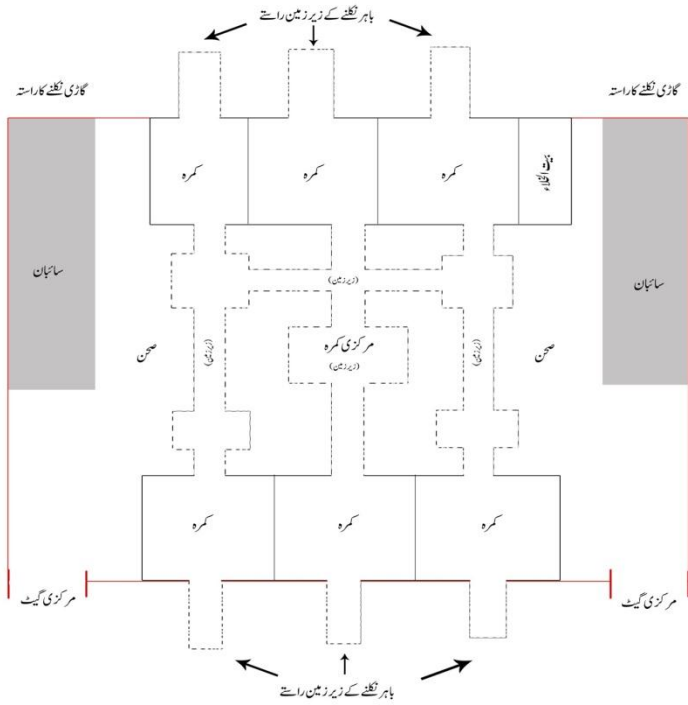
عملی طور پر یہ مشکل اپنی جگہ ہے کہ ہر علاقہ خندقیں یا زیرِ زمین غار کھودنے کے لیے مناسب نہیں۔ گنجان آباد شہری علاقوں کے مکانات کا مسئلہ یہ ہے کہ اس میں تین طرف دوسرے مکانات ہوتے ہیں اور باہر نکلنے کا راستہ صرف ایک ہوتا ہے جو گلی یا سڑک پر کھلتا ہے۔ البتہ دیہاتوں اور پہاڑی علاقوں میں گھر ایک دوسرے سے متصل نہیں ہوتے اس لئے وہاں زیرِ زمین خندق کھود کے اس کو گھر سے باہر تک لے جانا بآسانی ممکن ہوتا ہے۔

بہرحال، یہ بات پورے اطمینان سے کہی جاسکتی ہے کہ ہمارے پاس ڈرون کے خلاف جتنے غیر تکنیکی دفاعی حل موجود ہیں ان میں سب سے مؤثر یہی حل ہے کہ زمین کے اوپر زندگی گزارنے کی بجائے زمین کے نیچے زندگی گزارنے کی عادت ڈالی جائے اور اس کے لئے مطلوبہ انتظامات مکمل کئے جائیں۔ اس سلسلے میں ویتنام کی جنگ کے تجربات سے استفادے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ ویتنامی گوریلا تحریک نے بھی امریکی جہازوں کی بمباری سے بچنے کے لئے سالہاسال

زیرِ زمین زندگی بسر کی اور زمین کے نیچے رہتے رہتے امریکیوں کے پیروں تلے سے زمین کھینچ لی۔ ویتنام کی جنگ میں استعمال ہونے والی سرنگوں اور خندقوں کا بغور مطالعہ ان شاء اللہ اس حوالے سے بہت مفید ثابت ہو گا۔

زیرِ زمین مربوط سرنگیں

زیرِ زمین کمرے اور مرکز سے نکلنے کے راستوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملانے کے لیے متعدد سرنگیں بنائی جا سکتی ہیں۔ سرنگوں کا یہ جال اس طرز پہ بنا ہو کہ جب مجاہدین زیرِ زمین راستے سے اس میں داخل ہوں تو وہ دائیں اور بائیں دونوں طرف مڑ سکیں۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ مجاہدین کی تعداد تقسیم ہو جائے گی اور وہ کئی مختلف سمتوں میں چلے جائیں گے۔ اگر ڈرون کو مجاہدین کے نظام کا علم بھی ہو گا تو بھی وہ اس مخمصے میں ضرور پڑے گا کہ فائر کہاں کیا جائے۔ یہ سرنگیں دو سے ڈھائی فٹ چوڑی اور تین سے چار فٹ اونچی بنائی جا سکتی ہیں۔

ڈرون حملوں کے پیشِ نظر مراکز کے طرزِ تعمیر میں تبدیلی

یہ نقطہ بھی اپنی جگہ اہم ہے کہ وزیرستان میں جن مکانات میں مجاہدین تا حال رہتے ہیں، چاہے وہ میدانی علاقے میں ہوں یا پہاڑی علاقے میں ہوں ان کا طرز تعمیر ڈرون حملے کے لیے انتہائی ناموزوں ہوتا ہے۔ تعمیر عام طور پر مستطیل شکل کی چار دیواری میں ایک قطار میں تین یا چار کمروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ کمروں کی اس قطار کے سامنے ایک بہت بڑا صحن ہوتا ہے۔ بیت الخلاء ان کمروں کی قطار کی مخالف سمت میں ہوتا ہے۔ تمام کمرے صحن میں آ کے کھلتے ہیں اور عمارت میں داخلے کے لئے ایک ہی بڑا مرکزی دروازہ ہوتا ہے۔

جب ڈرون مرکز کی شناخت کر لیتا ہے تو عموماً ایسے وقت حملہ کرتا ہے جب اسے یہ اطمینان ہو کہ مجاہدین کی بڑی تعداد غفلت میں پڑی ایک جگہ جمع ہے۔ اس صورت میں سب سے زیادہ نقصان ہوتا ہے۔ جو مجاہدین بچ جاتے ہیں ان کے پاس کمرے کے مرکزی دروازے کے علاوہ باہر نکلنے کا اور کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ جب وہ صحن میں پہنچتے ہیں تو ڈرون انہیں نشانہ بنانے کے لئے پہلے سے تیار ہوتا ہے اور اگلا حملہ صحن میں ہوتا ہے۔ ان میں سے بھی باقی بچ جانے والے مجاہدین صحن سے مرکزی گیٹ کے راستے باہر کی طرف دوڑ لگاتے ہیں۔ ایسی صورت میں ڈرون کا اگلا ہدف مرکزی دروازے کے سامنے کی جگہ ہوتی ہے۔ یہی صورتحال ان مجاہدین کی ہے جو مقامی آبادی کی بیٹھکوں کو استعمال کرتے ہیں۔ ان کے پاس بھی باہر نکلنے کا ایک ہی راستہ ہوتا ہے۔ اس طرح مجاہدین کا مرکز خود مجاہدین کے لیے ایک شکنجہ بن جاتا ہے۔
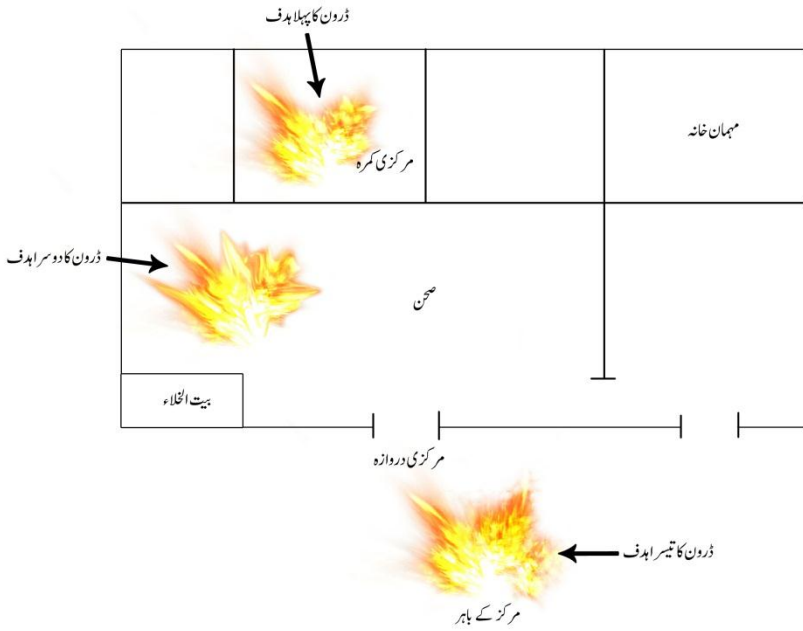
اس لیے مجاہدین کو یا تو اپنے مراکز علیحدہ بنانے ہوں گے یا پھر موجودہ طرزِ تعمیر کو ڈرون حملے سے محفوظ بنانے کا انتظام کرنا پڑے گا۔

مراکز کے بیرونی علاقے کا استعمال

مراکز شہری ہوں، دیہاتی ہوں یا پہاڑی، ہر جگہ مجاہدین کو مراکز کے ارد گرد کا علاقہ استعمال کرنے کی ضرورت پڑے تو کوشش ہونی چاہیے کہ مجاہدین دو دو کی ٹولیوں میں پھیل کر بیٹھیں۔ درخت، چٹان یا کوئی بھی قدرتی یا مصنوعی اوٹ پہلے سے نگاہ میں رکھیں اور اس اوٹ میں بیٹھنے کے بعد کم سے کم حرکت کریں۔

خیمے

خیمے نصب کرتے ہوئے کیموفلاج کا اصول اپنانا چاہیے۔ اس حوالے سے پہلی خصوصیت یہ ہو کہ خیمے کا رنگ ماحول سے ملتا جلتا ہو۔ بہت ہلکا، روشنی کو منعکس کرنے والا یا بہت گہرا نہ ہو۔ دوسری یہ کہ اس کا کپڑا اتنا موٹا ہو کہ رات کو روشنی باہر نہ نکلتی ہو۔ اور تیسری یہ کہ اس کے اندر ایسا مواد لگا ہو جو گرمائش کو باہر نکلنے سے روکے تاکہ ڈرون کے لئے رات کو جسم کی گرمائش دیکھنا ممکن نہ ہو سکے۔ اس مقصد کے لئے خیمے کے کپڑے میں الومینیم کی شیٹ بھی لگائی جا سکتی ہے اور ایسا ہی کوئی دوسرا مواد بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال، یہ بات ذہن میں واضح رہنی چاہیے کہ خیمے کا عام کپڑا دن کو تو

ساتھیوں کو ڈرون کی نگاہوں سے چھپالیتا ہے لیکن رات کے اوقات میں ڈرون اس کپڑے کے باوجود بھی خیمے میں موجود افراد کو ان کے جسم کی گرمائش کی مدد سے دیکھ سکتا ہے، الا یہ کہ گرمائش باہر نکلنے سے روکنے کا کوئی انتظام کیا جائے۔ کیموفلاج کے اصول کے تحت ہی خیموں کو درختوں، جھاڑی بوٹیوں اور چٹانوں کی اوٹ میں نصب کرنا چاہیے۔ مزید یہ کہ خیموں کو ایک دوسرے سے کافی دور نصب کرنا چاہیے۔ اور ہر خیمے میں بھی مجاہدین کی تعداد دو یا تین سے زائد نہ ہو۔ اس اعتبار سے چھوٹے خیمے بڑے خیموں سے بہتر رہیں گے کیونکہ ان کا چھپانا اور منتقل کرنا بھی آسان ہے اور ان میں مجاہدین کی تعداد بھی خود بخود کم ہو جائے گی۔

گاڑیوں کا دفاع

۲۰۱۰ء میں ڈرون حملوں کے طرز میں ایک واضح تبدیلی محسوس کی گئی ہے۔ مراکز کے ساتھ ساتھ امریکہ نے مجاہدین کی گاڑیوں کو نشانہ بنانا شروع کیا ہے۔ جو گاڑیاں ڈرون کا نشانہ بنی ہیں ان میں نوے فیصد تک وہ گاڑیاں ہیں جو کسی نہ کسی بازار سے نکلی تھیں۔ گاڑیوں پر ان حملوں سے مجاہدین نے بہت دیر سے سبق سیکھا ہے اور ابھی تک بہت سے افراد و مجموعات پرانی غلطیاں دہرا رہے ہیں۔ دوسری طرف مجاہدین نے کبھی اس بات کی گہری تحقیق اور تجزیہ بھی نہیں کیا ہے کہ گاڑیاں بازار سے جاتے ہوئے ہی زیادہ ڈرون حملوں کا شکار کیوں ہوتی ہیں؟ ایک نظریہ یہ ہے کہ امریکہ اور پاکستان کی ایجنسیوں نے چھ ماہ تک بازاروں میں مجاہدین کی نقل و حرکت کا مشاہدہ کیا ہے، جاسوسوں نے ان کی گاڑیوں کو پہچانا ہے اور اس کے بعد ان گاڑیوں کی شناخت ڈرون طیاروں کو کروائی گئی ہے۔ بہر حال، یہ بات تو آرام سے سمجھ آتی ہے کہ چونکہ مجاہدین کے تمام مجموعات وزیرستان کے چھوٹے چھوٹے بازاروں میں اپنی ضروریات کے لئے آتے ہیں اس لئے پورے وزیرستان میں انہیں تلاش کرتے پھرنے کی بجائے بازار میں جاسوسی کا نظام مضبوط کر لینے سے دشمن کا کام بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔

اس مسئلے کے دو حل ہیں۔ ایک حل تو خود مجاہدین کے پاس موجود ہے اور دوسرا حل مجاہدین کے شعبہء استخبارات کے پاس ہے۔ سب سے پہلے تو وہ مجاہدین جن کا بازار میں کوئی ضروری کام نہیں ہے یا ان کے کام بازار کے علاوہ کہیں اور بھی انجام پاسکتے ہیں، وہ اپنے کاموں سمیت بازار سے دور منتقل ہو جائیں اور ناگزیر ضرورت کے سوا بازار آنا جانا بند کر دیں۔ گو کہ مجاہدین نے اس مسئلے کی طرف توجہ دینا شروع کی ہے جو کہ خوش آئند ہے مگر اس مرحلے میں ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

اسی طرح گاڑیوں پر ڈرون حملے سے بچاؤ ابھی بھی ایک حل طلب مسئلہ ہے۔ مشاہدے میں آیا ہے کہ مجاہدین پر زیادہ ڈرون حملے عموماً بازار سے واپسی پر ہوتے ہیں۔ اس سے بچاؤ کے لئے مجاہدین کو سفر کے دو مرحلوں پر غور کرنا ہوگا۔

ایک سفر کرنے سے پہلے کا مرحلہ اور ایک دوران سفر کا مرحلہ۔ ہم یہاں ان دونوں مرحلوں کے لئے احتیاطی تدابیر کو مجملاً ذکر کریں گے۔

گاڑیوں کا زمینی جاسوسی سے دفاع

اس ضمن میں مندرجہ ذیل احتیاطی تدابیر اپنانا انتہائی اہم ہیں:

- مجاہدین کی گاڑیوں کے شیشے کالے رکھنا تاکہ اندر بیٹھے مجاہدین کی شہریت اور دیگر تفصیلات معلوم نہ ہو سکیں۔
- بازار آنے جانے کے لیے جس حد تک ممکن ہو مجاہدین کی گاڑیوں کی بجائے پرائیویٹ / عام سواری والی گاڑی کا استعمال کیا جائے۔ مجاہدین کی گاڑی بازار میں صرف انتہائی ضرورت کے وقت ہی داخل ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بازار کے قریب تک مجاہدین کی گاڑی پر سفر کیا جائے اور پھر کسی محفوظ مقام پر گاڑی کھڑی کر کے باقی سفر عام گاڑی پر کیا جائے۔
- گاڑی کی نسبت موٹر سائیکل کے سفر کو ترجیح دی جائے۔ یوں سواری پر موجود افراد کی تعداد بھی محدود رہتی ہے اور عموماً موٹر سائیکل کی طرف جاسوسوں کی توجہ بھی ذرا کم ہی جاتی ہے۔ الحمدللہ تاحال موٹر سائیکل پر ڈرون حملوں کے محض اکا دکا واقعات ہی ہوئے ہیں۔
- کسی بھی سفر سے پہلے گاڑی کا سادہ یا نائٹ ویژن (اندھیرے میں دیکھنے والے) کیمرے سے بغور جائزہ لینا چاہیے۔ کیونکہ سِم سے خارج ہونے والی انفراریڈ شعاعیں انسانی آنکھ نہیں دیکھ سکتی، البتہ ویڈیو کیمرے کے ذریعے ان کو دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر خیال رہے کہ نائٹ وژن والے کیمرے خود انفراریڈ شعاعیں خارج کرتے ہیں لہٰذا ان کا ڈرون کی موجودگی میں استعمال خطرے سے خالی نہیں۔
- اگر گاڑی کا بازار میں آنا ضروری ہو تو اس صورت میں اس کو کہیں بھی اکیلا نہ چھوڑا جائے بلکہ نگرانی کے لئے مسلسل ایک شخص متعین ہونا چاہیے۔
- زیادہ وقت کے لئے کھڑا کرنے کے لیے (بالخصوص رات کے اوقات میں) کسی محفوظ جگہ کا بندوبست ہونا ضروری ہے، جہاں تک جاسوس کی رسائی ممکن نہ ہو۔
- گاڑی کی مرمت کے دوران خصوصی خیال رکھنا، مرمت خود سر پہ کھڑے ہو کر کروانا اور مرمت کے بعد گاڑی کو، بالخصوص اس کے انجن، نچلے حصے، ٹائروں کے اوپر والی خالی جگہ، اگلے اور پچھلے بمپر کو کیمرے سے چیک کرنا۔

- بازار میں مجاہدین کو اتارنے اور بٹھانے کے لئے ایک ہی جگہ کے بجائے مختلف جگہوں سے ایک ایک کر کے بٹھایا اتارا جائے۔
- بازار سے نکلنے کے بعد گاڑی کا کیمرے سے جائزہ لینا۔
- بازار جانے والی گاڑی کو مراکز میں عموماً اور بالخصوص قیادتوں کی رہائش گاہوں تک نہ لے جایا جائے۔ بامرِ مجبوری اگر ایسی گاڑی کا کسی مرکز تک جانا ضروری ہو تو مرکز کے قریب پہنچنے سے پہلے کیمرے سے بغور جائزہ لیا جائے اور مرکز سے تھوڑے فاصلے پر رک کر اس کا بھی جائزہ لے لیا جائے کہ فضا میں کوئی ڈرون طیارے تو نہیں موجود جو گاڑی کے تعاقب میں ہوں۔
- کھلی فضا تلے گاڑی کھڑی کرنی ہو تو اس کے لئے ایسے کپڑے کی پوشاک تیار کی جائے جو مقامی ماحول کے رنگ کی ہو۔ اور ایسے کپڑے سے بنی ہو جو کہ گرمائش کو باہر نکلنے سے روکے۔ بصورت دیگر گاڑی کے حجم سے بڑے موٹے کپڑے کی ترپال ہو جو ڈنڈوں یا درختوں کے ذریعے باندھ دیا جائے تاکہ انجن سے نکلنے والی گرمی ہوا میں جلد تحلیل ہوتی جائے اور اوپر سے نمایاں نظر نہ آئے۔

مسافروں کی انفرادی تیاری

جو مجاہدین گاڑیوں میں زیادہ سفر کرتے ہیں ان کے لئے ہم مندرجہ ذیل احتیاطی تدابیر تجویز کرتے ہیں:

- ایسے مجاہدین ہر وقت اپنے ساتھ ایسا لباس رکھیں جو رات اور دن میں ان کو ڈرون کی نظروں سے غائب کر دے۔ دن کے اوقات میں تو خواتین کا برقعہ پہن کر نکلنا دشمن کو دھوکا دینے کا ذریعہ ہو سکتا ہے، لیکن رات کے لئے ضروری ہے کہ ایسا لباس ہو جو جسم کی گرمائش کو روک لے۔ اس حوالے سے ہم نے خیمے کے کپڑے کے ذیل میں جو بات لکھی ہے اسے دوبارہ پڑھ لیا جائے۔
- ایسے ساتھیوں کے پاس دھواں چھوڑنے والے گرینیڈ ہونے چاہیے ہیں تاکہ وہ ڈرون کی نگاہ کو دھندلا کر اپنی جگہ کچھ تبدیل کر لے۔
- ڈرون حملے کے ہر مرحلے کے بارے میں ان ساتھیوں کی تربیت مکمل ہونی چاہیے۔
- جو مجاہد گاڑی چلا رہا ہے اس کو بھی کسی ناگہانی صورتحال کے لیے ذہناً پوری طرح تیار ہونا چاہیے۔ اسے علم ہونا چاہیے کہ اسے گاڑی کو کیسے بھگانا ہے، کہاں روکنی ہے اور کیسے چھوڑنا ہے۔

جغرافیائی خدوخال سے فائدہ اٹھانا

راستوں میں بہت سے ایسے مقامات آتے ہیں جہاں ڈرون کی نظروں سے بچا جا سکتا ہے۔ یہ مقامات قدرتی بھی ہو سکتے ہیں اور انسان کے بنائے ہوئے بھی۔ گوریلا جنگ میں راستوں میں موجود غار، آبی راستے، رکاوٹیں، بڑے پتھر، جھاڑیاں، درخت، جنگل اور دیگر قدرتی جغرافیائی خدوخال سے فائدہ اٹھانا ایک بنیادی اصول ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ڈرون کی نظروں سے بچنے کے لئے کون سے قدرتی خدوخال کس طرح استعمال کیے جائیں اور وہ راستے میں کہاں کہاں پائے جاتے ہیں؟ یہ بات ذہن میں رہے کہ قبائلی علاقوں کا جغرافیہ ہمارا معاون اور دشمن کا مخالف ہے اور اس میں فطرتاً ہی بہت سے ایسے مقامات پائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں چند اہم نکات درج ذیل ہیں:

- انسان کے بنائے ہوئے پرانے ویران مکانات اور پل بھی ہنگامی صورتحال میں ایک مؤثر دفاعی پناہ گاہ بن سکتے ہیں۔
- مشاہدے میں آیا ہے کہ ڈرون عام طور پر مساجد، بازاروں اور رش والے عوامی مقامات پر فائر نہیں کرتا۔ اس لیے دورانِ سفر اگر خطرہ ہو یا ڈرون میزائل فائر کرے اور اس کا نشانہ خطا ہو جائے تو مجاہدین کو چاہیے کہ وہ مساجد یا بازار یا زیادہ رش والی جگہ میں گھس جائیں اور وہاں سے پھر کسی محفوظ مقام پہ منتقل ہو جائیں۔ ہمارے سامنے ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں ڈرون نے مجاہدین کی گاڑی کو ہدف بنایا اور پہلا میزائل خطا ہو گیا۔ اس کے بعد مجاہدین گاڑی کو تیزی سے قریب موجود بازار تک لے گئے اور وہاں گاڑی سے نکل کر قریب مختلف دکانوں میں گھس گئے۔
- ہر مجموعے کے امیر کی ذمہ داری ہے کہ جس راستے پر ان کے مجاہدین عموماً سفر کرتے رہتے ہیں اس کا پورا ترصد کرے اور اس راستے میں جو مقام پناہ گاہ بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کی نشاندہی کر لے۔ ان پناہ گاہوں کا ایک نقشہ تیار کر کے گاڑی چلانے والے ساتھیوں کی ان کے استعمال پر تربیت کرے تاکہ خطرے کی صورت میں دفاعی اقدامات اٹھانا اور ان پناہ گاہوں سے استفادہ کرنا ممکن ہو سکے۔
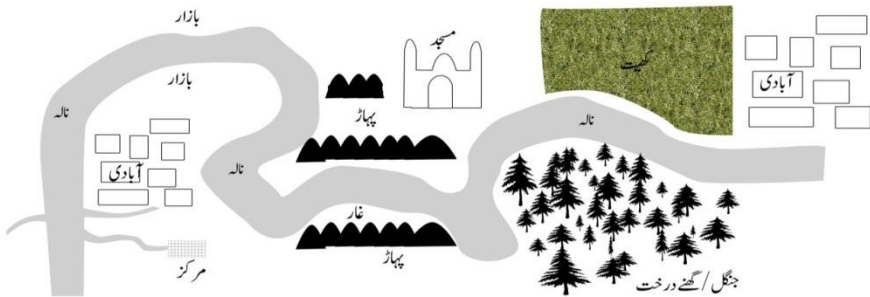
قبائلی مدد

اگر ہم اپنے راستے کا ایک اچھا نقشہ بنا لیں تو اس راستے میں رہنے والے قبائل سے بھی یہ درخواست کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے علاقے میں مجاہدین کے لیے راستے کی پناہ گاہیں بنانے میں مدد کریں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اگر قبائل راضی ہو جائیں تو مجاہدین کے لیے بہت کم خرچ میں ہر چند کلومیٹر کے بعد محفوظ پنا گاہ ڈھونڈی جاسکتی ہے یا بنائی جاسکتی ہے۔ اس کام میں مجاہدین کا استخباراتی شعبہ مدد دے سکتا ہے مگر بنیادی طور پہ یہ طالبان قیادت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مقامی قبائلی عمائدین کو ترغیب دیں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں مجاہدین کے لیے سڑک سے قریب ایسی پناگاہیں کی نشاندہی کریں یا تعمیر کریں جو ڈرون حملے کی صورت میں پناہ کا کام دے سکیں۔

افراد کا دفاع

اگرچہ تمام مجاہدین ڈرون حملوں کی زد میں آ سکتے ہیں لیکن ان حملوں سے دفاع کے سب سے زیادہ حق دار وہ مجاہدین ہیں جو امریکہ کو مطلوب افراد کی فہرست میں شامل ہیں۔ اس فہرست میں تین سطح کے افراد شامل ہیں:

- پہلی سطح جہاد کی عالمی قیادت کی ہے۔
- دوسری سطح میدانی قائدین (آپریشنل کمانڈر) اور مقامی ومہاجر مجموعات کے امراء کی ہے۔
- اور تیسری سطح مجاہدین کے عسکری اور فکری مربی واساتذہ حضرات کی ہے جو مجاہدین کو جنگ کے لیے تیار کرتے ہیں۔

یہی افراد عموماً دشمن کو بطور ایک فرد مطلوب ہوتے ہیں اور وہ انہیں تلاش کر کے انہیں مارنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کے علاوہ عام مجاہد ساتھی بالعموم بطور فرد مطلوب نہیں ہوتا، البتہ وہ اس صورت میں ڈرون حملے کا نشانہ بن سکتا ہے جب وہ کسی رش والے معروف مرکز یا کسی معسکر وغیرہ میں موجود ہو۔ ایسے میں دشمن کو اس فرد کی نہیں، بلکہ اصلاً اس مرکز یا شعبے کی تباہی مطلوب ہوتی ہے۔ بہرحال، افراد کو ڈرون حملوں سے بچانے کے بنیادی اصول وہی ہیں جو عام مراکز اور گاڑیوں کے لیے ہیں یعنی ڈرون کی نگاہ سے غائب ہو کر محفوظ پناہ گاہ کی طرف جانا۔

انفرادی کیموفلاج

تمام مجاہدین کو ڈرون حملے کے مراحل اور ہر مرحلے کے لیے تیاری کے بارے میں مکمل علم ہونا چاہیے۔ اور تمام کو جنگ میں استعمال ہونے والا کیموفلاج کا اصول اپنانا ہوگا۔ یہ اصول فن حرب کی تاریخ میں اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ خود

فنِ حرب۔ یہ اصول ہر فوج میں لازمی طور پر اپنایا جاتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق ہر فوج اپنے افراد، فوجی گاڑیوں، توپوں، ٹینکوں اور اہم تنصیبات کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہمیں بھی اپنے حالات کے مطابق کیموفلاج کے اصول پر عمل کرنا ہے۔ ہر مجاہد، بالخصوص اہم ذمہ داران کے لئے انفرادی سطح پر ایسے لباس کی ضرورت ہے جس میں نہ صرف یہ صلاحیت ہو کہ وہ دن اور رات میں اسے ڈرون کی نظروں سے چھپا سکے بلکہ وہ موسم اور مقامی رسم رواج کے بھی مطابق ہو۔ ہمارے نزدیک سب سے بہتر قسم کا لباس مقامی چادر یا برقعہ ہے جو آسانی سے اوڑھی جائے اور جسم کے خدوخال کو چھپاتی ہو۔

دن کے کیموفلاج کے لیے عسکری طرز کے رنگ کا کپڑا استعمال کیا جاسکتا ہے جو ماحول میں موجود رنگوں کے موافق ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دن کے وقت ڈرون سادہ کیمرے سے دیکھتا ہے۔ لیکن رات کے لیے ہمیں ایسا کیموفلاج بنانا ہے جو مجاہدین کو رات میں دیکھنے والے کیمروں سے غائب رکھے۔ جسم کی حرارت کو چھپانے کے لئے ایسے مواد سے بنا ہوا کپڑا ڈھونڈنا چاہیے جو گرمائش کو باہر نہ نکلنے دے۔ المونیم کی باریک تہہ یا گیزر اور کولر کے اندر استعمال ہونے والے مواد کے بارے میں سوچا جاسکتا ہے۔ پانی یا چائے گرم رکھنے والے تھرموس کے اندر درجۂ حرارت کو برقرار رکھنے کے لئے اس کی اندرونی اور بیرونی سطح کے درمیان خلا چھوڑی جاتی ہے۔ اس اصول کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔

ایسی مواد سے بنے ہوئے کپڑوں سے ہی مجاہدین کے بستر بھی بنانے کے بارے میں تحقیق اور تجربے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص جہاں مجاہدین کو کھلے آسمان تلے سونا پڑے وہاں تو ایسے کپڑے کی دستیابی بے حد اہم ہے۔

قیادت کی حفاظت

قیادتوں کے تحفظ کے لئے مندرجہ طریقے اپنائے جاسکتے ہیں:

- تمام مطلوب امراء کے لئے خصوصی حفاظتی دستے متعین کرنا ہوں گے۔ ان دستوں کو ڈرون حملے سے بچاؤ کے لئے مخصوص حفاظتی اصولوں پر مکمل تربیت دینی ہوگی اور کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اپنے امراء کی حفاظت انہی اصولوں پر کریں۔ تاحال یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ مجاہدین کی بیشتر اہم شخصیات کی حفاظت وپہرے داری کا پہلو نہایت کمزور ہے اور وہ ڈرون حملے کے علاوہ زمینی چھاپوں وغیرہ سے تحفظ کا بھی ناکافی انتظام رکھتے ہیں۔ جب اتنے بڑے پیمانے پر اتنے سارے دشمنوں سے بیک وقت جنگ لڑی جارہی ہو تو پھر اپنی قیادت کے دفاع میں ایسا تساہل مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے ذمہ داران خود اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے اور بے جا خطرات میں بھی کود جاتے ہیں، اس لئے بڑے سے بڑے

ذمہ دار کو بھی امنیت کے اعتبار سے کسی امنیاتی ذمہ دار کے تابع ہونا چاہیے تاکہ واقعتاً جہادی قیادت کی حفاظت ممکن ہوسکے۔

- امراء کی گاڑیوں میں ہر وقت کیمرہ موجود ہونا چاہیے، گاڑی کے سفر کے آغاز اور اختتام پر کیمرے کی مدد سے گاڑی کا جائزہ بھی لینا چاہیے۔ اسی طرح امراء کے سفر کے لئے تمام حفاظتی تدابیر پہلے سے طے ہونی چاہیں۔
- امراء کے لئے زیرِ زمین مستقل پناہ گاہیں ہونی چاہیے جدھر رہ کر وہ اپنا کام جاری رکھ سکیں۔ امراء کی رہائش گاہیں اور کام کی جگہیں ہر گز زمین کے اوپر نہیں ہونی چاہیے ہیں۔
- قیادتوں کی باہم ملاقاتیں، مشاورتی نشستیں ایسے مراکز میں ہونی چاہیے جو نسبتاً غیر معروف ہوں، جہاں زیرِ زمین کمرے موجود ہوں اور جہاں سے ڈرون حملے یا زمینی چھاپے کی صورت میں بحفاظت نکلنا ممکن ہو۔
- مرکزی ذمہ داران کو ملاقاتوں سے زیادہ خطوط پر انحصار کرنا چاہیے۔ خطوط کے ذریعے باہمی روابط اور احکامات وہدایات کی ترسیل خلفائے راشدین کی سنت ہے۔ یہ عادت ختم کرنے کی کوشش ہونی چاہیے کہ ہر خاص وعام ساتھی، ہر چھوٹے بڑے کام کے لئے مرکزی ذمہ داران سے ملاقات کا مطالبہ کرے اور ملاقات نہ ہونے کی صورت میں ناراض ہو جائے۔ ہم ایک نازک مرحلے سے گزر رہے ہیں اور اس مرحلے میں یقیناً سب کچھ پہلے کی طرح معمول کے مطابق نہیں چل سکتا۔
- قیادت کے لئے علاقے میں استعمال ہونے والی عام گاڑیوں سے جدا وممتاز کوئی گاڑی مخصوص نہیں ہونی چاہیے ہے۔ نیز قائدین کو وقتاً فوقتاً گاڑی کی بجائے موٹر سائیکل کا بھی استعمال کرتے رہنا چاہیے، خصوصاً جب قریب ہی کا سفر ہو۔
- کسی بھی اہم ذمہ دار کی رہائش گاہ خود اپنے قریبی ساتھیوں تک کو معلوم نہیں ہونی چاہیے۔ نیز مقامی انصار سے بھی یہ بات پوشیدہ ہونی چاہیے کہ اس گھر میں کوئی ذمہ دار فرد رہتا ہے۔ یہاں بھی زیادہ مناسب یہی ہے کہ سامنے کوئی نسبتاً غیر معروف ساتھی رہے اور ذمہ دار فرد گھر کے پچھلے حصے میں رہائش اختیار کرے اور اڑوس پڑوس سے میل ملاقات نہ رکھے۔
- اہم ذمہ داران مخابرہ، موبائل فون، سیٹلائٹ فون یا عام ٹیلی فون خود استعمال کرنے سے حتی الامکان گریز کریں تاکہ دشمن کو ان کی اس علاقے میں موجودگی کا علم نہ ہوسکے۔

باب چہارم: حملہ اور اس کے بعد کا مرحلہ

جاسوس جب سم رکھ دیتا ہے اور ڈرون کو ہدف کی شناخت کرا دیتا ہے تو اس کے بعد جاسوس کا کام ختم اور ڈرون کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ زمینی جاسوسی کے مرحلے میں اور ڈرون حملے کے مرحلے میں بہت زیادہ فرق ہے۔ مجاہدین کی ایک نمایاں کمزوری ان دونوں مراحل میں فرق کو نہ سمجھنا ہے۔ اسی وجہ سے مجاہدین سات سال کے عرصے میں اپنے نقصان کو کم نہیں کر پائے ہیں۔

جیسا کہ ہم نے ان دونوں مراحل کی تعریف میں کہا تھا کہ زمینی جاسوس کا مرحلہ سم رکھ کر ڈرون کے عملے کو ہدف کی شناخت کروا دینے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ اور ڈرون حملے کا مرحلہ اس عمل کے بعد شروع ہو کر ڈرون کے آخری میزائل داغنے تک چلتا ہے۔ یہ مرحلہ شروع ہی اس وقت ہوتا ہے جب جاسوس سے بچاؤ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات ناکام ہو جاتے ہیں اور وہ مجاہدین کے دفاعی نظام میں دراڑیں ڈال چکا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ اگر ڈرون طیارے کے عملے نے ہدف کو پہچان لیا تو گویا جاسوس کا کام ختم ہو گیا۔ اب توجہ جاسوس سے زیادہ خود ڈرون طیارے کے شر سے بچنے پر مرکوز کرنا ہو گی۔ اس مرحلے کی تیاری اگر مجاہدین نے پہلے سے کی ہو تو ڈرون حملے کے باوجود مجاہدین کی جانیں اور بہت سا مالی نقصان بچ سکتا ہے۔

عموماً مجاہدین جتنے بھی حفاظتی انتظامات کرتے ہیں وہ زمینی جاسوسی سے بچنے کے لیے ہوتے ہیں۔ خفیہ مراکز رکھنا، مراکز کو تبدیل کرنا، مراکز میں صحن میں زیادہ باہر نہ نکلنا، گاڑیوں کے شیشے کالے رکھنا، ناموں کی تبدیلی، زیادہ گاڑیاں ایک جگہ اکٹھی نہ کرنا اور اس جیسے دیگر اقدامات زمینی جاسوسی ہی سے بچنے کے لیے اٹھائے جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں اوپر کافی تفصیل گزر چکی ہے۔ اگر جاسوس ہدف کی شناخت کرانے میں کامیاب ہو جائے تو پھر یہ اقدامات ڈرون حملے کو روکنے میں مدد نہیں کر سکتے اور اگلے مرحلے کے لئے مختلف اقدامات اٹھانے ہوں گے۔ ان میں سے چند ایک کے بارے میں ہم آگے گفتگو کرتے ہیں۔

ڈرون حملے سے بچنے کے اصول

ڈرون حملے کا مرحلہ انتہائی ہنگامی مرحلہ ہے۔ ایسی صورتحال میں انسان کی زندگی اور وقت کے درمیان دوڑ لگی ہوتی ہے۔ ہر دیگر کام ثانوی ہو جاتا ہے اور ترجیحی بنیادوں پر ایک محدود وقت میں انسانی جان کو بچانا فرض ہو جاتا ہے۔ نیز یہ ایک غیر یقینی صورتحال ہوتی ہے۔ اس میں حالات کا درست اندازہ لگانا اور بروقت ٹھیک فیصلہ کرنا ایک مشکل کام ہوتا ہے اور اس فیصلے کے عمل کو بہتر بنانے کے لئے تربیت درکار ہے۔ وزیرستان میں مجاہدین کو ایسے حالات سے

عموماً واسطہ پڑتا ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مجاہدین کے تاسیسی دورہ جات میں ڈرون حملے سمیت ہر قسم کی ہنگامی صورتحال سے نمٹنے کے لئے تربیت دی جائے۔

پہلا اصول: وقت کی اہمیت کا ادراک

ڈرون حملے کے مرحلے میں سب سے اہم عنصر وقت کی اہمیت کو سمجھنا ہے۔ نیز دن اور رات کے فرق کی بھی بہت اہمیت ہے۔ دن میں ڈرون مختلف کیمرے کی مدد سے دیکھتا ہے اور رات کے وقت مختلف کیمرے سے۔ اسی طرح ڈرون حملے کے مرحلے اور جاسوسی کے مرحلے کے دورانیے میں بہت زیادہ فرق ہے۔ زمینی جاسوسی کا مرحلہ کئی دنوں سے کئی ماہ پر محیط ہو سکتا ہے۔ مگر ڈرون حملے کا وقت چند سیکنڈوں سے چند گھنٹوں تک محدود ہوتا ہے۔ ڈرون حملے کے مرحلے میں تمام اقدامات لیتے ہوئے ان مختلف اوقات کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

اگرچہ ڈرون حملے کا وقت بہت کم ہوتا ہے اس کے باوجود یہ مرحلہ بھی کئی ضمنی مراحل پر مشتمل ہے۔ ڈرون حملے کے دورانیے کو ہم چار مراحل میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ یہ مراحل کچھ اس طرح ہیں:

- طیارے کا ہدف کو شناخت کرنا
- جاسوسی طیاروں کا اکٹھے ہونا
- جاسوسی طیاروں کا فائر کرنے کی پوزیشن میں آنا
- پہلا میزائل داغنا

تجربے سے ثابت ہوا ہے کہ ڈرون نے فائر کرنے میں چند منٹ سے لے کر تیرہ گھنٹے تک کا وقت لیا ہے۔ اس وقت کا صحیح استعمال مجاہدین کی جانیں بچانے اور مجاہدین کا نقصان کم کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اسی مرحلے میں ڈرون مکمل طور پر سنائپر بن جاتا ہے۔ اگر مجاہدین کے مراکز کے امراء اس مرحلے میں حکمت کا مظاہرہ کریں تو بہت سا جانی اور مالی نقصان بچایا جاسکتا ہے۔

دوسرا اصول: ہنگامی صورتحال کا تعین

ہم اس سے پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہنگامی صورتحال ایک ایسی حالت ہے جس میں ایک محدود وقت میں انسانی جان یا کسی بڑے نقصان کا اندیشہ اس قدر بڑھ جائے جس کی وجہ سے دوسرے سارے کام ثانوی ہو جائیں اور انسانی جان کو بچانا یا متوقع نقصان سے بچنا اولین ترجیح بن جائے۔ ہر خطرناک حالت ہنگامی نہیں ہوتی۔ مثال کے طور کسی گھر میں کسی چیز کو آگ لگ جائے اور اس چھوٹی سی آگ پہ قابو پا لیا جائے تو یہ صورتحال خطرناک ضرور ہے مگر ہنگامی نہیں۔ اگر یہی

آگ قابو میں نہ آئے اور گھر کی لکڑیوں میں لگ جائے تو ہنگامی صورتحال بن جاتی ہے اور اس آگ کو بجھانے کی کوشش اہم ترین ترجیح بن جاتی ہے۔ اس حالت میں انسان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنا قیمتی سامان اور بیوی بچوں کو نکال لے۔ اگر یہی آگ مزید پھیل جائے تو نہ صرف انسان اپنے بیوی بچوں کی جان بچاتا ہے بلکہ بعض اوقات پورے محلے کے مکانات کو خالی کرا لیتا ہے۔ اسی طرح ڈرون حملے سے قبل جب دو یا دو سے زائد جاسوسی طیارے فضا میں آ جائیں تو ایسی حالت کو ہنگامی صورتحال کہا جائے گا کیونکہ دو یا دو سے زائد ڈرون فائر کرنے اور جانی نقصان پہنچانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یاد رکھیے کہ اب تک کے تجربات یہی بتاتے ہیں کہ کم ہی ایسا ہوا ہے کہ ڈرون حملے کے وقت فضا میں محض ایک جاسوسی طیارہ ہو۔ عموماً ڈرون حملے کے وقت دو سے لے کر پانچ تک جاسوسی طیارے موجود ہوتے ہیں۔ بعض اوقات بیک وقت سات آٹھ جاسوسی طیارے بھی فضا میں دیکھے گئے ہیں۔

ڈرون حملے سے دفاع کے لیے ضروری ہے کہ ہم ہنگامی صورتحال کے نقطۂ آغاز اور انتہا کا ٹھیک تعین کر پائیں۔ مگر ڈرون حملے کے معاملے میں سب سے غیر یقینی معاملہ ہی یہ ہے کہ یہ بات کیسے پتہ چلے گی کہ ہنگامی صورتِ حال شروع ہو گئی ہے اور ڈرون کو ہدف کی شناخت ہو چکی ہے؟ غیر یقینی پن کے اس عنصر کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہمیں خطرے کی چند علامتیں ذہن میں رکھنی ہوں گی جن کی مدد سے کسی مرکز کا امیر یہ فیصلہ کر سکے کہ مذکورہ صورتحال ہنگامی ہے یا نہیں۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل نکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے فیصلہ کیا جا سکتا ہے:

- آسمان پر ڈرون طیاروں کی تعداد
- محفوظ اور خطرناک علاقے
- مجموعے اور علاقے کا تعلق
- مجاہدین کی مطلوب قیادت کی موجودگی
- مجاہدین کی گاڑیوں کی آمد و رفت

ڈرون طیاروں کی تعداد

آسمان پر دو سے زائد طیارے نمودار ہونا ایک خطرے کی علامت ہے۔ اگر ایک طیارہ آسمان پر موجود ہے تو یہ حالت نسبتاً محفوظ ہے۔ ایسی صورت میں جاسوس طیارہ اپنی روزمرہ کی کارروائی میں مصروف ہوتا ہے اور اگر اس وہ کسی خاص ہدف کے پیچھے بھی ہو تو اس کو مارنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اگر آسمان پر دو جاسوس طیارے موجود ہوں تو یہ اس بات کی علامت ہیں کہ یا تو وہ کسی ہدف کا پیچھا کر رہا ہے یا وہ اس علاقے کا بغور معائنہ کر رہا ہے۔ اس علاقے میں جہاں عام طور پر طیارہ زیادہ گردش نہیں کرتا یہ ہنگامی صورتحال کے آغاز کا الارم ہو سکتا ہے۔ اچانک دو

طیاروں کا فضا میں نمودار ہونا زیادہ خطرے کی علامت ہے، جبکہ تین سے چار طیارے ڈرون حملے کی بھر پور صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی موجودگی بہر حال ہنگامی صورتحال کی ابتدا ہے۔

گو کہ مشاہدے میں یہ بھی آیا ہے کہ کئی دفعہ چار طیارے آتے ہیں اور ڈرون حملہ نہیں ہوتا۔ اور کئی جگہیں ایسی ہیں جہاں ہر وقت چار سے چھ طیارے ہوا میں موجود رہتے ہیں جیسے میران شاہ اور میر علی۔ ایسی جگہ پر دو سے چار طیاروں کی موجودگی کسی ہنگامی صورتحال کی یقینی علامت نہیں۔ البتہ اس علامت کو دیگر علامات کے ساتھ ملا کر کوئی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔

علاقے کی اہمیت

ڈرون کی زیادہ تعداد کا آسمان میں موجود ہونا پہلی اہم نشانی ضرور ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ جس علاقے میں وہ پائے جاتے ہیں وہ بھی اہم ہے۔ وزیرستان میں کوئی بھی علاقہ ڈرون سے مکمل محفوظ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ کسی علاقے کو ہم تین وجوہات کی بنیاد پر خطرناک، کم خطرناک یا محفوظ کہہ سکتے ہیں۔ پہلی اس علاقے میں مجاہدین کے مراکز کی تعداد، دوسری اس علاقے میں ڈرون کی موجودگی کی شرح، تیسری مقامی آبادی کا رجحان۔ اگر مقامی آبادی کا ایک معتدبہ حصہ حکومت کا حامی ہے تو ایسی جگہ پہ جاسوسوں کی موجودگی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ نیز جو آبادیاں فوجی کیمپوں سے متصل ہیں ادھر بھی جاسوس بھرتی ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

مجموعے اور علاقے کا تعلق

بعض علاقوں میں کسی ایک جہادی مجموعے کے مراکز بہت عرصے سے ہونے کی وجہ سے ان کی اس جگہ موجودگی کا ہر خاص و عام کو علم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض علاقے کسی خاص مجموعے کے مجاہدین اپنی موجودگی کے حوالے سے مشہور نہیں ہوتے۔ لہذا ہر انفرادی مجموعے کے لیے خطرناک، کم خطرناک اور نسبتاً محفوظ علاقوں کی تقسیم اس بنیاد پر علیحدہ ہو گی۔

مجاہدین کی مطلوب قیادت

امریکہ نے مطلوب مجاہدین کی ایک لسٹ جاری کی تھی۔ نیز مجاہدین کو خود بھی بخوبی اندازہ ہو چکا ہے کہ ڈرون کس سطح کے افراد کو نشانہ بناتا ہے۔ اس لیے ان مجاہدین کی کسی جگہ موجودگی کے دوران ڈرون طیاروں کی گردش میں اضافہ یقیناً ایک خطرے کی گھنٹی ہوتی ہے۔

مجاہدین کی گاڑیوں کی آمد ورفت

گاڑیوں کی آمد ورفت کے لحاظ سے تمام علاقے ہی خطرناک ہیں۔ مگر مشاہدے میں آیا ہے کہ وہ گاڑیاں جو بازار سے اپنے مراکز کی طرف سفر کرتی ہیں وہ زیادہ تر ڈرون کے نشانے پر آجاتی ہیں۔ اس لیے مجاہدین کو ان گاڑیوں کے معاملے میں حد درجے محتاط ہونا چاہیے جو بازار میں آتی جاتی ہوں اور حتی الامکان کوشش کرنی چاہیے کہ بازار میں گاڑی لے جانے کی بجائے متبادل ذرائع استعمال کیے جائیں۔ پس اگر بازار سے آنے والی کسی گاڑی کے مرکز یا گھر پہنچتے ہی ڈرون کی تعداد اچانک بڑھ جائے تو یہ بھی ایک خطرے کی علامت ہے۔ اسی طرح ایک گھر کے باہر مجاہدین کی متعدد گاڑیوں کا ڈرون کی موجودگی میں اکٹھا ہونا بھی ایک خطرے کی بات ہے۔

ان درج بالا علامات کو سامنے رکھ کر کسی مرکز کے امیر کے لئے یہ رائے قائم کرنا ممکن ہو سکتا ہے کہ اس وقت ہنگامی صورتِ حال شروع ہو چکی ہے یا پھر ڈرون محض معمول کی گردش کر رہا ہے۔ بہتر بہر حال یہی ہے کہ احتیاط کی روش برتی جائے اور خطرہ محسوس ہوتے ہی حفاظتی اقدامات اٹھالئے جائیں۔

تیسرا اصول: ڈرون کی نظروں سے غائب ہونا

ہنگامی حالت میں مجاہدین بنیادی طور پہ دو کام کر سکتے ہیں پہلا ڈرون کی نظروں سے غائب ہونا، اور دوسرا محفوظ پناہ گاہوں تک منتقل ہونا۔ ڈرون حملے کے وقت عموماً مجاہدین مرکز میں ہوتے ہیں، گاڑی میں سفر کر رہے ہوتے ہیں یا کسی کارروائی سے واپس آ رہے ہوتے ہیں۔ مجاہدین کو یہی دو اقدامات مختلف حالتوں میں مختلف طریقوں سے اپنانے ہیں۔

ڈرون حملے سے بچاؤ کا سب سے اہم قدم ڈرون کی نظروں سے اس طرح غائب ہونا ہے کہ وہ ہدف کو تلاش نہ کر سکے۔ اگر وہ ہدف کو دوبارہ تلاش کر لے گا تو ضرور میزائل فائر کرے گا۔ ڈرون کی نظروں سے غائب ہونے کے مختلف فوری اور عارضی اور مستقل طریقوں کے بارے میں تفصیلی بات ہم پہلے کر چکے ہیں۔ یہاں ہم انہیں مختصراً بیان کریں گے۔

چوتھا اصول: عارضی پناہ گاہوں تک منتقلی

جب بھی ہنگامی حالت شروع ہو تو سب سے پہلے مجاہدین کو ڈرون کی نظروں سے غائب ہو کر ایک ایسی جگہ پر منتقل ہونا چاہیے جو چاہے مستقل ٹھکانا نہ ہو مگر کچھ دیر چھپنے کے لئے موزوں ہو۔ اس کے بعد حالات جب اجازت دیں تو کسی

محفوظ مقام پہ منتقل ہونا چاہیے۔ ذہن میں رہے کہ ان ہنگامی اقدامات کے لئے چند تدابیر ایسی ہیں جنہیں ہنگامی حالت سے پہلے اختیار کیا جانا چاہیے جیسا کہ خندقوں کی کھدائی اور زیر زمین نظام کی تعمیر وغیرہ۔

چند ہنگامی تدابیر

انفرادی تدابیر

انفرادی طور پہ حسب ذیل ہنگامی تدابیر اپنائی جاسکتی ہیں:

- مرکز اور گاڑی سے باہر پھرنے والے ہر مجاہد کے لئے انفرادی سطح پر وقت اور موسم کے لحاظ سے کیموفلاج لباس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اس کے علاوہ حرارت کو روکنے والے لباس پر بھی سوچنا ہوگا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔
- فوری طور پہ قدرتی اور مصنوعی جغرافیائی ماحول سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ڈرون کی نظروں سے چھپنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ یعنی کہ درخت، غار، مکانات، پل اور مساجد وغیرہ سے۔
- ایسی عارضی اوٹ ملنے پر کم سے کم حرکت کرنا ہوگی۔ دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ حملے کے وقت حرکت کرنے سے زیادہ نقصان دہ چیز کوئی نہیں۔
- اگر پہلے میزائل سے بچت ہوگئی ہو اور کوئی اوٹ بھی میسر نہ ہو یا انسان زخمی ہو یا اوٹ بہت دور ہو تو اسے اپنی جگہ پر ہی ایسے بے سدھ پڑے رہنا چاہیے گویا وہ مر چکا ہو اور اس وقت تک ایسے ہی رہنا چاہیے جب تک ڈرون چلا نہ جائے یا مقامی افراد کا ہجوم نہ آ پہنچے۔

مراکز کی سطح پر تدابیر

ہر مرکز میں ایسی ہنگامی حالت کی مشق کی جانی چاہیے جس کے چند اصول یہ ہو سکتے ہیں:

- مرکز کے امیر کی ذمہ داری ہو کہ وہ ہنگامی حالت کا اعلان کرے۔
- جیسے ہی ہنگامی حالت کا اعلان ہو تو تمام مجاہدین کو چاہیے کہ وہ پہلے سے معلوم اور طے شدہ دفاعی مقامات کی طرف منتقل ہو جائیں۔ دفاعی جگہ کی طرف منتقل ہونے کے لیے اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ یہ کام ڈرون کی نظروں سے پوشیدہ رہ کر کیا جائے اور ہلچل مچائے بغیر۔
- مزید یہ کہ اس کام کے لئے مرکز کے عمومی راستوں کو نہ استعمال کیا جائے بلکہ اس کے لئے پہلے سے متبادل راستے بنائے جائیں۔

- منتقل ہونے کے بعد ایسی عارضی پناہ گاہ میں اس وقت تک بغیر کسی حرکت سے بیٹھا جائے جب تک ڈرون نہ چلے جائیں۔

سفر کی صورت میں ہنگامی تدابیر

گاڑیوں پر ڈرون حملے سے بچ نکلنے کے اصول اور مرکز میں ڈرون حملے سے بچنے کے اصول بالکل ایک جیسے ہیں۔ یعنی ڈرون کی نظروں سے غائب ہو کر کسی پناہ گاہ کی طرف منتقل ہونا اور اس پناہ گاہ سے محفوظ مقام کی طرف منتقل ہونا ہے۔ مگر اس پورے عمل میں مجاہدین کے لیے کئی مشکلات ہیں۔ ایک یہ کہ اس بات کا علم نہیں ہو تا کہ کونسی گاڑی نشانے پر ہے۔ جب تک میزائل نہ داغ دیا جائے یہ بات یقین سے نہیں کہی جا سکتی ہے کہ گاڑی واقعتاً ہدف تھی یا نہیں۔ میزائل فائر ہونے کے بعد اگر گاڑی بچ جائے تو اس صورت میں حواس بر قرار رکھ کے صحیح فیصلہ کرنا آسان کام نہیں۔ یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ اگر گاڑی چل رہی ہو تو کئی مرتبہ پہلے حملے میں مجاہدین اور ان کی گاڑی مکمل طور پر محفوظ رہتی ہے۔ کئی واقعات میں نہ صرف پہلا حملہ ناکام رہا ہے بلکہ چھ سے سات میزائل فائر ہونے کے بعد مجاہدین شہید ہوئے ہیں۔

حملے میں بچ جانے والے ساتھیوں سے گفتگو اور ڈرون کی جو فلمیں ہمیں حاصل ہوئیں ہیں ان کی روشنی میں کئی ایک مشاہدات سامنے آئے ہیں۔ ہماری رائے میں گاڑی پہ ہونے والے حملے اور بالخصوص وہ حملہ جس میں پہلا میزائل خطا ہو جائے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد کے ساتھ پہلے سے تربیت کی ضرورت ہے۔

بالفرض مجاہدین کی ایک گاڑی ڈرون حملے کی زد میں آ جاتی ہے اور وہ پہلے فائر سے بچ جاتے تو مجاہدین کے پاس اپنے بچاؤ کے لیے چند سیکنڈ ہوں گے۔ اگر گاڑی پہلے میزائل سے بچ نکلے تو اگلے میزائل سے بچنے کے لئے کئی طریقوں کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

- اگر قریب کوئی قدرتی یا مصنوعی پناہ گاہ ہو تو گاڑی اس محفوظ جگہ کی طرف تیزی سے لے جانی چاہیے۔
- اگر ایسی پناہ گاہ میسر نہ ہو تو گاڑی سے گرد کی دھول اڑائی جائے یا دھوئیں کے بم پھینکے جائیں جس سے چند سیکنڈ کے لیے ہی سہی ڈرون کے کیمرے کے شیشے سے ہدف غائب ہو جائے۔ اس وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مجاہدین گاڑی اچانک روکیں اور بھاگ نکلیں۔
- بھاگتے ہوئے پہلے سے طے کر لیں کہ مختلف سمتوں میں جانا ہو گا تا کہ ڈرون ان میں سے کسی ایک کی طرف متوجہ ہو تو باقی بچ نکلیں۔

- بھاگتے وقت بھی کیمو فلاج چادر یا مخصوص کپڑوں کی آڑ استعمال کریں۔ رات کے وقت اگر حفاظتی لباس پہن کر ہی سفر کریں تو بہتر ہے۔

ڈرون حملے کے بعد کا مرحلہ

ڈرون حملے کے بعد کا مرحلہ ایک اہم مرحلہ ہے۔ اس مرحلے میں مجاہدین کی استخبارات کو مندرجہ ذیل کاموں کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

- مجاہدین کے نقصان کا مکمل تخمینہ لگانا۔
- جاسوس کو پکڑنا۔
- ڈرون حملے کے بعد جائے وقوعہ، شہیدوں، زخمیوں اور اسلحے کی مکمل رپورٹ تیار کرنی چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ حملے کی نوعیت، وجوہات اور اثرات معلوم کر کے مستقبل میں مالی و جانی نقصان کم کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔
- حملے کے بعد اس کی تحقیق کرنا بھی امراء کا فرض ہے کہ کہیں اس حملے کا سبب کسی ذمہ دار فرد کی لاپرواہی تو نہیں۔ اگر کسی کی کوتاہی یا لاپرواہی ثابت ہو تو اس کا محاسبہ کرنا اور مناسب سزا دینا لازم ہے۔ تاحال دیکھنے میں یہی آیا ہے کہ بیشتر ڈرون حملوں میں دشمن کے کمال سے زیادہ ہماری غلطیوں کا دخل ہے اور اگر ہم اپنا نظم و ضبط مضبوط کر لیں اور اپنی کوتاہیوں پر سخت گرفت و محاسبہ کریں تو ان شاء اللہ بہت سا نقصان کم کیا جا سکتا ہے۔

اختتامیہ

ڈرون؛ ایک مستقل طرزِ جنگ

امریکہ کی جانب سے ڈرون کا استعمال ایک مستقل طرزِ جنگ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ اتنی شہادتوں اور نقصانات کے بعد اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مجاہدین اس جنگ میں اپنے دفاع کے لیے اقدامات اٹھائیں اور اس طرزِ جنگ کا مکمل توڑ بھی سوچیں۔

دفاعی حکمت عملی

جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں، ڈرون حملے کے مختلف مرحلے ہیں اور اس سے بچاؤ کے لئے کام کرنے کی مختلف سطحیں ہیں۔ ہر مرحلے اور ہر سطح کا بخوبی جائزہ لینے کے بعد ہر ایک کے لئے علیحدہ حکمت عملی تیار کرنا ہو گی۔ یہ حکمت عملی قابل عمل، سستی اور معاشرے کے رہن سہن کے مطابق ہونی چاہیے۔

چار سطحیں

ڈرون حملے سے بچاؤ کے لیے چار سطح پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ پہلی سطح مقامی معاشرے کی ہے، دوسری سطح عام مجاہدین کی، تیسری سطح مراکز اور مجموعات کے امراء کی ہے، جبکہ چوتھی سطح مجاہدین کے شعبہء استخبارات کی ہے۔ ہر مرکز کے امیر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے مرکز کو زمینی جاسوسی سے محفوظ بنانے کا انتظام کرے، جبکہ عام مجاہدین کا کام یہ ہے کہ وہ زمینی جاسوسی سے حفاظت کے اصولوں کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔ اسی طرح مجاہدین کی قیادت اور مقامی علماء اور عمائدین کی ذمہ داری ہے کہ عوام الناس کو ان حملوں اور ان کے جاسوسوں کے خلاف ابھاریں۔ جبکہ شعبۂ استخبارات کی ذمہ داری ہے کہ زمینی جاسوسی کو روکنے کے لئے تمام عسکری و غیر عسکری حربے استعمال کرے۔

دو مرحلے

اسی طرح بنیادی طور پہ ڈرون حملے کے دو بڑے مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ زمینی جاسوسی کا مرحلہ ہے۔ جس میں جاسوس کا کام ہدف کو ڈھونڈنا اور ڈرون کی فائر کرنے والی ٹیم کو اس کی شناخت کروانا ہے۔ اگلے مرحلے میں عملی طور پر جاسوس کا کام ختم ہو جاتا ہے اور ڈرون طیارہ چلانے والے عملے کا کام شروع ہو جاتا ہے۔ اس مرحلے میں ڈرون ایک فضائی سنائپر کا کردار ادا کرتا ہے۔

زمینی جاسوسی سے دفاع کے دو اہم مرحلے ہیں۔ایک جاسوس بننے کے عمل کو روکنا، دوسرا جاسوس کو ہدف کی شناخت کرنے سے روکنا۔ جاسوس کو جاسوس بننے سے روکنا معاشرے کے علماء، قبائلی عمائدین، اور اس کے اپنے گھر کے افراد کا کام ہے۔ اس مرحلے میں دعوت اور معاشرے سے روابط گہرے کرنے سے کام لیا جاسکتا ہے۔ جبکہ جاسوس کو اپنے اہداف تک پہنچنے سے روکنا مجاہدین کے شعبۂ استخبارات کا کام ہے۔

جہاں تک ڈرون کے فائر کرنے کے مرحلے کا سوال ہے تو اس حوالے سے تمام تر ذمہ داری مراکز کے امیر اور انفرادی طور پر مجاہدین پہ عائد ہوتی ہے۔ مجاہدین چاہے مرکز میں ہوں یا گاڑی میں سفر کر رہے ہوں، انہیں بنیادی طور پہ دو ہی اصولوں کے مطابق اپنے دفاع کا انتظام کرنا ہوگا۔ یعنی فوراً ڈرون کی نظروں سے غائب ہونا اور پناہ گاہ کی طرف منتقل ہونا۔

جوابی ردِ عمل

یہ بھی اہم ہے کہ ہر ڈرون حملے کا منہ توڑ جواب وقتاً فوقتاً دشمنوں کو ملتا رہے۔ اور ہر کارروائی کو کسی نہ کسی ڈرون حملے سے منسوب کیا جائے تاکہ علاقائی اور عالمی سطح پر عیار دشمن اور غافل دوست پر ان کی سنگینی کا احساس تازہ رہے۔

مستقل توڑ

ان تمام تدابیر کے ساتھ ساتھ تمام مسلمان اہل علم و دانش سے بھی استدعا ہے کہ وہ ایسی ٹیکنالوجی کی ایجاد میں مجاہدین کی امداد کریں جو ڈرون کا مستقل علاج کرسکے۔ چاہے وہ زمین سے ڈرون طیاروں کو مارے جانے والا میزائل ہو، یا ڈرون طیارے اور اس کے ہوائی اڈے کے درمیان مواصلاتی نظام کا توڑ ہو، یا وہ اس کام میں استعمال ہونے والے کمپیوٹر کے نظام کا توڑ ہو یا ایسی ہی کوئی دوسری ایجاد ہو جو امتِ مسلمہ پر کفر کی طرف سے مسلط کی گئی اس جنگ کو ناکام بنا سکے۔ یقیناً اس محاذ کو سنبھالنا آج کے اہم ترین فرائضِ عینیہ میں سے ہے۔

نقصانات کا ازالہ

ان حفاظتی، دفاعی اور اقدامی اقدامات اٹھانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ڈرون سے ہونے والے نقصان کو پورا کرنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جائے۔ مجاہدین کے خلاف ڈرون کو استعمال کرنے کا مقصد ان کو عالمی اور میدانی قیادت سے محروم کرنا ہے۔ عالمی قیادت کے شہید ہونے سے جہادی تحریک کی پوری سمت اور رفتار متاثر ہو سکتی ہے جبکہ میدانی قیادت کے شہید ہونے سے مجاہدین کی تربیت کا معیار گر سکتا ہے۔ تربیت کا معیار گرنے سے مجاہدین کی عسکری کارروائیوں کی صلاحیت پر بھی اثر پڑے گا اور مجاہدین کی اگلی نسل کی فکری پختگی بھی متاثر ہوگی۔ نیز ان

ڈرون حملوں سے مجاہدین کی قوت بھی منتشر ہو سکتی ہے۔ پس دیگر تدابیر کے ساتھ ساتھ اس امر پر مستقل نگاہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ تجربہ کار اور باصلاحیت افراد کی شہادتوں سے کس کس شعبے میں کیا خلاء پیدا ہو رہا ہے اور پھر اس خلاء کو پر کرنے کی منصوبہ بندی بھی ساتھ ساتھ جاری رہنی چاہیے۔ چونکہ بظاہر یہ محسوس ہو رہا ہے کہ جب تک ہم مجاہدین اپنے آپ کو اس نئے طریقہء جنگ کے مطابق ڈھالیں گے اور اس کا کوئی قطعی توڑ ڈھونڈیں گے، تب تک ڈرون کے ہاتھوں مزید نقصانات کا سلسلہ کسی نہ کسی درجے میں جاری رہے گا۔ چنانچہ اس متوقع نقصان اور اس سے پیدا ہونے والے خلاء کو پاٹنے کی فکر بھی ابھی سے کرنا ہو گی۔

اللہ تعالیٰ پر توکل اور اسی سے مدد مانگنا

اور سب سے اہم بات یہ کہ سابقہ تمام عملی اقدامات اٹھاتے ہوئے تمام بھروسہ، اعتماد اور توکل اللہ رب العزت پر ہو۔ اللہ کے حضور اپنے گناہوں اور کوتاہیوں کا اعتراف بھی کیا جائے اور توبہ وانابت بھی کی جائے۔ اور اسی سے مدد بھی مانگی جائے کہ وہ ہمیں ان آزمائشوں سے بحفاظت نکالے اور اپنے لطف و کرم سے تمام مجاہدین کی حفاظت فرمائے۔ اس سلسلے میں صبح وشام کے مسنون اذکار اور حفاظت کے لئے دعاؤں کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے۔ اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ رب العزت کے لئے کفار کی ان چالوں کا توڑ کچھ مشکل نہیں۔ وہ تو بس حکم دے گا کہ 'کُن' اور وہ ہو جائے گا۔ لیکن اللہ کو ہماری آزمائش مطلوب ہے۔ ان شاء اللہ یہ کفار کی وہ کمزور سی پھونکیں ہیں جن سے وہ نورِ الٰہی کو بجھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور یقیناً اللہ کا نور ان کے منہ کی پھونکوں سے بجھنے والا نہیں، والله غالب على أمره ولكن اكثر الناس لا يعلمون۔ والحمدلله رب العالمين۔

یہ تحریر پاکستان کے قبائلی علاقہ جات میں پچھلے سات سال سے جاری ڈرون حملوں کے تناظر میں لکھی گئی ہے۔ 2004ء سے شروع ہونے والے اس خونی سلسلے میں اب تک سینکڑوں مسلمان شہید ہو چکے ہیں، جن میں مجاہدین اور ان کی قیادت کی سطح کی کئی اہم شخصیات بھی شامل ہیں۔ ضرورت تو اس بات کی تھی کہ امت کے اہلِ فن، بالخصوص وہ حضرات جن کے نزدیک ان کے جہاد سے پیچھے بیٹھے رہنے کا عذر بھی یہی ہے کہ وہ ٹیکنالوجی کے میدان میں کفر کا مقابلہ کرنے کی تیاری کر رہے ہیں، خود آگے بڑھ کر ڈرون کا تکنیکی توڑ نکالنے کے سلسلے میں مجاہدین کی معاونت کرتے۔ لیکن افسوس کہ ہر سال ہزاروں کی تعداد میں انجینئرنگ یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل ہونے والے نوجوانوں میں سے کم ہی کسی نے اس جانب توجہ دی، بلکہ ان میں سے بہت سوں نے اس مسئلے کو اپنا سمجھا ہی نہیں۔ جس امت کے غم میں شرق و غرب سے آئے ہوئے مجاہدین نے اپنی جانوں کے ٹکڑے اپنے رب کے حضور پیش کیے، اسی امت کے با ہنر نوجوانوں کی غالب اکثریت امریکہ اور یورپ میں اپنے ضمیر کی قیمت لگوانے کی دوڑ میں زندگیاں کھپا رہی ہے۔

اس تحریر کے بنیادی مخاطب خود مجاہدین ہی ہیں اور اس میں زیادہ توجہ ڈرون سے دفاع کے سلسلے میں غیر تکنیکی، عملی اور سہل حفاظتی اقدامات پہ دی گئی ہے۔ نیز اس تحریر کا فائدہ ان شاء اللہ دنیا کے دیگر محاذوں پر برسرِ پیکار مجاہدین بھی محسوس کریں گے جن کے خلاف ڈرون ٹیکنالوجی کے استعمال نے ابھی وہ وسعت نہیں اختیار کی جو وزیرستان میں دیکھنے میں آتی ہے۔ مجاہدین کو ڈرون کو محض ایک ہتھیار کے بجائے ایک مستقل اسلوبِ جنگ کے طور پر سمجھنا ہو گا اور اس کے خلاف دفاع اور اقدام کے لیے منصوبہ بندی کر کے اسے مجاہدین کی بنیادی تربیت میں شامل کرنا ہو گا۔